مختصر احوال
مخدوم اشرف جہانگیرؒ
مُصنّف
اسلام احمد شاہی بھاگلپوری
ملنے کا پتہ:
نیو کتاب منزل، تاتار پور، بھاگلپور (بہار)

۷۸۶

مختصر حالات

مخدوم اشرف جہانگیری

مصنف

اسلام احمد شاہی بھاگلپوری

ملنے کا پتہ

نیو کتاب منزل، تتار پور، بھاگلپور (بہار)

نام کتاب: مختصر حالات مخدوم اشرف جہانگیرؒ

مُصنّف: اسلام احمد شاہی بھاگلپوری

کتابت: محمد اسلم بانکوی

کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد سراج الحسنین (پرنس آرٹ، شاہ مارکیٹ)

پروف ریڈنگ: وقار احمد صدیقی انگلش چچروں، اکبر نگر، بھاگلپور

سن طباعت: ۲۰۱۸ء مطابق ۱۴۳۹ھ

صفحات: ۱۲۸

قیمت: ۱۰۰ روپے

مطبع: تاج آفسیٹ پریس، دریاپور، پٹنہ۔۴

تعداد کتاب: (۵۰۰) پانچ سو

ملنے کے پتے:
- نیو کتاب منزل، تاتارپور، بھاگلپور
- کمالیہ بک ڈپو، تاتارپور، بھاگلپور (بہار)

خصوصی تعاون

محمد معراج خان، انگلش چچروں، اکبر نگر، بھاگلپور

فہرست مضامین

❋ مخدوم الملک حضرت شرف الدین بن یحیٰ منیری قدس سرہٗ

(بہار شریف)

❋ عرش پرواز حضرت مولانا شہباز محمد دیوری قدس سرہٗ

(بھاگلپور)

اور

اس عظیم المرتبت ہستی

کے نام

جنکی دعاؤں نے میرے قلم کو جنبش عطا کی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(علامہ اقبال)

کمترین

اسلام احمد شاہی بھاگلپوری

سلام بارگاہ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی

دین حق کے پیشوا اور نائب خیر الانام
اے شہنشاہِ کچھوچھہ لیجئے میرا سلام

وارث مولا علیؓ ہو، مصطفیٰؐ کے نور عین
یادگار خاک وخوں ہو صاحبِ جنگ حنین
شہر بانو کی ضیاء ہو، فاطمہ کے دل کے چین
دُرّ ہو باقرؓ و جعفرؓ لعل ہو آل حسینؓ

حکم باطن پر کیا آکر کچھوچھہ میں قیام
اے شہنشاہِ کچھوچھہ لیجئے میرا سلام

پنڈوہ کی لے کے آئے بوئے الفت جون پور
ہر طرف پھیلا دئے اس ملک میں عرفان ونور
پاکو چوما روم و فارس اور فلسطین، کوہِ طور
شان بالا اب کریں ہم کیا بیاں تیری حضورؒ

رودلی، جائس، بنارس ہرجگہ تیرا غلام
اے شہنشاہِ کچھوچھہ لیجئے میرا سلام

اولیائے ہند میں ہے مرتبہ اعلیٰ ترا
ملک میں اسلام کی شاخوں کو تو بالا کیا
آستاں میں روز بٹتا ہے ترے جام شفا
کیا لکھے اسلام شاہی فیض اور جود وسخا

ہند کے ہے گوشہ گوشہ میں اُجاگر تیرا نام
اے شہنشاہِ کچھوچھہ لیجئے میرا سلام

جہانگیر اشرف ہیں قطب زماں
ولئی خدا اشرف اولیاء

ہندوستان میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ ایک مشہور ومعروف اورعظیم المرتبت بزرگ ہوئے۔جن کا شمار قابل فخر اور مقتدا اولیاء کرام کی صف میں ہوتا ہے۔آپ کی شہرت ملک اور بیرون ملک میں ہے۔عابد وزاہد ہونے کے ساتھ آپ ایک بڑے واعظ اور مقبول خاص وعام بھی تھے۔آپ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ وپیراستہ تھے اورآپ میں اخلاق ومروّت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔سالکین وعارفین کے آپ پیشوا اور صالحین کے مقتدا تھے۔آپ ذہین وذکی ہونے کے ساتھ ریاضت میں بھی بلند مقام کے مالک رہے۔آپ ایک ممتاز زمانہ مشائخ میں سے ہوئے ہیں۔آپ شریعت وطریقت میں کامل اور معرفت کے صدف کے گوہر تھے۔آپ کی صحبت میں بہت سارے مشائخین نے زانوئے ادب کو طے کیا تھا۔آپ روحانیت کے آسمان کے ایک تابندہ ستارہ تھے آج بھی کچھوچھہ میں آپ کی روحانی روشنی ہویدا ہے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے اپنی حیات میں ایشیاء کے کئی ممالک کا تبلیغی دورہ کیا اور وہاں کے عیسائیوں اور یہودیوں کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا تھا۔آپ اسلام کی اشاعت کے لئے روم، فلسطین، مصر اور داغستان بھی گئے اور وہاں کے غیر مسلموں

کو اسلام سے روشناس کیا ملک چین کے مغربی علاقوں میں بھی آپ نے اسلام کی ترویج واشاعت کی اور وہاں کے بودھوں اور بت پرستوں کے دلوں کو اسلام کی روشنی سے منور اور ان کے سینوں کو اخلاقی ،تہذیبی اور معاشرتی زیور سے آراستہ کیا تھا۔ برصغیر میں تو آپ کا بیشتر تبلیغی سفر جاری رہا اور آپ نے پنجاب ،دہلی ، گجرات ،کرناٹک ،اترپردیش ، بنگال ،اور بہار میں اسلام کی نشرواشاعت کے لئے انتھک کوششیں کیں اور یہاں کے بت پرستوں، جینیوں ، بودھوں اور آدی باسیوں کو اسلام کا شربت پلا کر مخمور وسرشار کر دیا تھا۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی ملک سمنان کے سلطان تھے آپ نے عنان حکومت کو خیر باد کہ کر درویشانہ اور فقیرانہ روش اختیار کی تھی ۔ چونکہ آپ نے یہ خوب اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ دنیا ایک سرائے فانی ہے جہاں کوئی دائم نہیں رہتا بلکہ ایک آتا ہے اور یہاں سے ایک رخصت ہو جاتا ہے

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیرؒ کا قلب وجگر جب معرفت الٰہی کے نور سے روشن وآجاگر ہوا تو آپ نے تخت سلطنت کو طلاق دے دی اور دور دراز خطوں کا سفر اختیار کیا۔جنگلوں ، پہاڑوں اور دریاؤں کو طے اور عبور کرتے ہوئے ہندوستان آئے اور بمقام پنڈوہ ریاست بنگال پہنچ کر حضرت علاء الحق پنڈویؒ سے مرید ہو کر ان کی خدمت میں آپ نے راہ سلوک کو طے کیا بعدہٗ حضرت علاء الحق کے ہاتھوں سے آپ نے خرقۂ خلافت پہنا اور پیرومرشد (علاء الحق پنڈوی) سے ولایت جونپور کا پروانہ لیا۔

حضرت سید مخدوم اشرف کچھوچھویؒ ولایت نامہ کے مطابق جونپور تشریف لائے اور کچھوچھہ کی سرزمین کو آپ نے اپنی قدم بوسی کا شرف بخشا۔ کچھوچھہ کے اس مقام کو آپ نے روحانیت کو خوشبو سے معطر کر دیا جہاں آپ کا روضۂ مبارک موجود ہے۔راقم کا خیال

ہے وہاں کچھار ہونے کی وجہ سے اس خطۂ اراضی کو کچھوچھہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔لہٰذا آپ نے اس جگہ کو مذہب اسلام کی نشر واشاعت اور دین محمدی ﷺ کو فروغ دینے کے لئے مرکز بنایا اور اس مقام سے اہل ہند کے لئے فیض کا ایک چشمہ جاری کیا جو آپ کے وصال کے بعد آج بھی جاری ہے۔شاید اسی مناسبت سے اس ضلع کو "فیض آباد" کے نام سے پکارا گیا ہے۔

آج بھی زائرین چاہے کسی بھی دھرم اور مذہب سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے مزار شریف پر حاضر ہوکر آپ کے روحانی فیض سے فیضیاب اور آپ کی دعاؤں سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے اور ہو رہے ہیں۔

بے شک اللہ کے ولی نے اسلام کی اشاعت اور دین کی تبلیغ کا کام ہر زمانہ میں بحسن خوبی کیا ہے اور انشاء اللہ بزرگان دین آخری زمانہ تک اسلام کی نشر واشاعت کا کام دنیا میں انجام دیتے رہیں گے۔

بندۂ فقیر اسلام احمد شاہیؔ کا گرچہ آبائی وطن ضلع بھاگل پور صوبہ بہار ہے لیکن حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ اور ان کے بھانجہ حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہٗ کا بے حد عقیدت مند ہے۔ واضح ہو کہ شاہان شرقی کے زمانہ میں حضرت سید عبدالرزاق الملقب نورالعین قدس سرہٗ کے خاندان عالیشان میں سے ایک باوقار بزرگ حضرت سید دیوان محمد صادق اشرفؒ (پوتا حضرت شاہ راجوؒ) سرزمین کچھوچھہ سے ریاست بہار کے شہر بھاگل پور آکر قیام پزیر ہوئے تھے اور انہوں نے یہاں اسلام کی نشر واشاعت اور فروغ دین محمدی ﷺ کا کام کیا تھا۔جن کا مزار شریف بھاگل پور کے علاقہ کھوت (نزد سمری بختیار پور حال ضلع سہرسہ) میں واقع تھا جو اب دریا برد ہو چکا ہے۔لیکن کچھ دنوں پہلے مزار

شریف اور گنبد موجود تھا۔ حضرت دیوان محمد صادق اشرفؒ کے صاحب زادے حضرت سید علاء الدین اشرفؒ حضرت سید برہان الدین اشرفؒ اور حضرت سید نصیر الدین اشرف کے مزارت بھاگل پور میں ہوائی اڈہ کے قریب علاقہ بنسی ٹیکر میں مرجع خلائق خاص وعام ہیں۔

واضح ہو کہ شاہان شرقی کے زمانہ میں چونکہ سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے بہت سارے مریدان شہر جونپور سے ریاست بہار کے شہر بھاگل پور اور اس کے قرب وجوار کے ضلعوں میں آکر اقامت پزیر ہو گئے تھے جن کی نسل کے افراد آج بھی بھاگل پور اور اس کے ملحق شہروں کے مختلف قصبوں اور دیہاتوں میں آباد ہیں اور جونپوریوں کے نام سے مشہور ہیں۔ اس لئے انہی مریدان کی رشد و ہدایت اور اصلاح کے لئے خانقاہ سید اشرف جہانگیرؒ کچھوچھہ شریف سے اس وقت کے سجادہ نشین نے حضرت دیوان محمد صادق کو بھاگل پور بھیجا تھا جناب وراثت حسنین وارث راجپوری نے اپنی کتاب ''شجرۂ منظومہ'' میں لکھا ہے کہ حضرت شمس الحق والدین معروف بہ شاہ محمود قدس سرہٗ نے اپنے سگے بھائی حضرت شاہ راجو قدس سرہٗ کے پوتا حضرت سید دیوان محمد صادق اشرفؒ کو علاقہ بھاگل پور بھیجا تھا جن کے صاحب زادوں کی قبریں **موجود ہیں** اور اس کے مضافات میں اشرفی سلسلہ کے مریدان کی کمی نہیں ہے۔ یہاں کے طلباء طلب علم کے لئے کچھوچھہ کے مدرسہ سے منسلک ہیں اور وہاں تعلیم پاتے ہیں۔

واضح ہو کہ ان جونپوری مریدان کی جانب سے خانقاہ مخدوم اشرف کچھوچھہ **کو** دی گئی زمین بھاگل پور کے ''اگر پور'' اور ''ماچھی پور'' گاؤں میں آج بھی موجود ہے۔

راقم پہلی بار ۱۹۹۸ء میں مرحوم ڈاکٹر پروفیسر عبدالغفار انصاری (صدر شعبہ فارسی بھاگل پور یونیورسیٹی بھاگل پور بہار) کے ہمراہ آستانئہ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ کی

زیارت کے لئے کچھوچھہ گیا تھا اور ہم دونوں نے حضرت سید مخدوم سمنانیؒ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی تھی۔ لیکن اس وقت مجھے ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے آستانہ مبارک کے اندر نور کی بارش ہو رہی ہے اور چاروں طرف کی فضاء روحانی خوشبو سے معطر ہے۔ زائرین کا آستانہ مبارک کے اندر ہجوم تھا اور ہر شخص اپنی اپنی مرادوں کو پانے کے لئے دعاؤں میں غرق تھے۔ آستانہ مبارک کے حلقہ میں آسیب زدگان کی عدالت لگی ہوئی تھی اور سبھوں کی حاضری چل رہی تھی۔ وہ روحانی منظر دیکھنے میں بڑا دلکش اور پر کیف لگا۔ راقم کا خیال ہے کہ زائرین کے اس سیلابی بھیڑ میں انسانوں کے علاوہ رجال الغیب، جنوں کی جماعت اور ملائکہ سیاحین موجود ہونگے۔

ہر رنگ کے پھولوں کا ہے گلزار کچھوچھہ ✦ دیکھو بڑا پر کیف ہے دربار کچھوچھہ

شاہی ہے اگر دیکھنا جا کر وہاں دیکھو ✦ پھیلا جو ہے ہر سمت میں انوار کچھوچھہ

کچھوچھہ میں حضرت امیر اشرف کا عالیشان گنبد نما مقبرہ دلکش اور قابل دید ہے۔

خانقاہ اظہار اشرف کے صدر گیٹ کے متصل حضرت مختار اشرف معروف بہ سرکار کلاں کی درگاہ شریف بھی جاذب نگاہ اور پر کشش ہے۔ راقم کو ان مزارات پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو صحیح معنوں میں کچھوچھہ بزرگوں کا مسکن ہے اور اس کے قرب و جوار میں بزرگوں کے قدیم اور جدید مزارات کی موجودگی بتا رہے ہیں کہ علاقہ قبل بھی بارونق رہا اور آج بھی روشن و تابناک ہے۔

راقم جب کچھوچھہ میں حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے مزار شریف پر حاضر تھا تو اس وقت میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ کا حالات زندگی کو رقم کرنے کے لئے اپنے قلم کو جنبش دوں اور ایک ایسی کتاب تحریر و قلمبند

کروں جو عام فہم زبان میں ہوتا کہ کم پڑھے آدمی بھی اس کتاب کا بخوبی مطالعہ کرسکیں اور اس سے استفادہ کریں۔لہٰذا کتاب کو ترتیب دینے اور سنوارنے میں میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ کتاب دلکش اور صحیح حالات پر مشتمل ہو اور ہر خواص و عوام کے لئے مفید اور قابل مطالعہ ہو۔

بحمد للہ میں آج اپنے اس دیرینہ مقصد میں کامیاب ہو رہا ہوں اور یہ کتاب آپ قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔زیر نظر کتاب میں راقم حروف نے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی ولادت سے وصال تک کے احوال زندگانی کو تحقیق کی روشنی میں مختصراً پیش کیا ہے نیز آپ کے پیر و مرشد (حضرت علاء الحق گنج بنات قدس سرہٗ) اور آپ کے چند مشہور و معروف خلفاء عظام کے حالات بھی تحقیق کے ساتھ قلمبند کئے ہیں۔تا کہ قارئین ان سبھی حضرات کی سیرت اور شخصیت سے باخبر ہوں اور ان کے روحانی مراتب کا اندازہ لگائیں کہ آپ حضرات کا مقام روحانیت کی دنیا میں کس مقام پر ہے۔آخر میں راقم نے زیر مطالعہ کتاب کے نچوڑ پر ایک مضمون ''تاریخ کی اہم شخصیتیں اور مخدوم اشرف جہانگیر'' تحریر کیا ہے تا کہ اس کی مدد سے کتاب کے مطالعہ پر قارئین کو حضرت مخدوم کے حالات کے سمجھنے میں آسانی اور سہولت میسر ہو۔

راقم حروف حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ کے عقیدت مندوں کا بے حد شکر گزار ہے جن کے پیہم تقاضوں نے مجھے توانائی اور حوصلہ بخشا۔حضرت سید اظہار اشرف میاں صاحب کی محبت میرے ساتھ ہے اس لئے کہ مجھے ان سے کئی مرتبہ کچھوچھہ میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔جب میں پہلی بار پروفیسر عبدالغفار انصاری صاحب کے ساتھ کچھوچھہ بستی ان کے مکان پر ان سے ملنے گیا تھا تو وہ بڑے خلوص و محبت کے ساتھ دونوں

سے ملے اور گفتگو کئے بعدہٗ دونوں ان کی سفید رنگ کی کار میں ساتھ بیٹھ کر درگاہ شریف آئے تھے۔ اس طرح میں ان کے اخلاق اور خلوص ومحبت سے بے حد متاثر ہوا۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ ان کی دعاؤں سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ میں اپنے برادر نسبتی جناب انوار عالم صاحب ساکن راٹن علاقہ گوگری ضلع کھگڑیا اور جناب صلاح الدین صاحب مالک کمالیہ بک ڈپو تاتار پور، بھاگل پور کا مشکور ہوں جنکی حوصلہ افزائی نے مجھے تقویت دی میں جناب محمد معراج خان صاحب ساکن انگلش چچر ون علاقہ اکبر نگر ضلع بھاگل پور (مرید حضرت اظہار اشرف میاں صاحب کچھوچھہ شریف) کا شکر گزار ہوں جنکی معاونت سے یہ کتاب چھپ کر تیار ہوئی ۔

آخر میں اس عاجز وناتواں کی استدعا ہے کہ مجھ کمترین کو دعاؤں سے نوازیں گے اور میری خامیوں کی اصلاح فرمائیں گے تاکہ دوبارہ جب اس کی طباعت ہو تو نقش ثانی نقش اول سے بہتر ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم گنہگاروں کے گناہوں کو معاف فرمائے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

آمین ثم آمین

خدا کے ولی ہیں جہانگیر اشرف • نشان علی ہیں جہانگیر اشرف
معطر ہے خوشبو سے شاہی کچھوچھہ • شگفتہ کلی ہیں جہانگیر اشرف

بتاریخ ذرہٗ حقیر

۲۰ ربیع الاول ۲۰۱۸ء اسلام احمد شاہی بھاگل پوری

ساکن۔ انگلش چچر ون، پوسٹ وموضع، اکبر نگر
ضلع، بھاگل پور (بہار)

موبائل نمبر
۸۸۷۷۳۳۳۸۰۸

حضرت مخدوم اشرف کے اجدادِ کرام کا وطن

حشر تک آبیاری ہو اسلام کی
مصطفٰی کا گھرانہ سلامت رہے

(اسلام شاہی بھاگلپوری)

حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ کے آباء اجداد کرام کا وطن سمنان ہے ریاست سمنان شہر اصفہان سے قریب دوسو میل کی دوری پر شمال کی جانب حکومت ایران میں واقع ہے۔سید عبدالباری اپنی کتاب ''اشرف جہانگیر''میں رقمطراز ہیں کہ احمد سامانی نے اپنے وزیر تاج الدین بہلول کو عراق اور خراسان کی حکومت اپنے نائب کی حیثیت سے سپرد کی تھی اور وزیر تاج الدین نے اپنے دور حکومت میں ریاست سمنان کو دارالسلطنت بنایا تھا۔واضح ہو کہ یہ سلطنت لگ بھگ چار سو سال تک قائم رہی۔حضرت اشرف جہانگیرؒ کے والد محترم حضرت سلطان سید ابرہیم ریاست سمنان کے ایک معروف حکمراں تھے۔حضرت سلطان سید ابراہیم کے تسلط میں سمنان کی حکومت تازندگی رہی۔حضرت سلطان سید ابراہیم بڑے عادل حکمراں تھے اور ان کے دور سلطنت میں ریاست سمنان نے عروج اور ترقی حاصل کی۔حضرت سلطان سید ابراہیم ایک نیک سیرت انسان تھے۔حضرت سلطان سید ابراہیم کی حیات میں ریاست سمنان میں اسلامی علوم نے بڑی ترقی حاصل کی جسکے نتیجہ میں علماء اور فضلاء کی ایک بڑی جماعت قائم ہوئی اور ہر چہار جانب میں ریاستِ سمنان کی اسلامی خوشبو بکھرنے لگی۔اس طرح حضرت سید سلطان ابراہیم کے زمانہ میں ریاست سمنان اسلامی ،اخلاقی ،،مذہبی ،اور معاشرتی زیور سے آراستہ رہا اور انکے زیر تسلط مذکورہ

ریاست شہرت پذیر رہی۔

ریاست سمنان ایک بڑا روحانی مرکز بھی تھا۔ حضرت سید سلطان ابراہیم نے وہاں ایک خانقاہ تعمیر کرائی تھی جو خانقاہ سکا کیہ کے نام سے شہرت پائی۔ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی جو سلطان ابراہیم کے وزیر اعظم تھے۔ اس خانقاہ کی ۷۲۰ھ تک زینت اور رونق بڑھانے میں انتھک کوشش کرتے رہے۔ اس طرح حضرت رکن الدین نے تقریباً سولہ برس تک اس خانقاہ کو سینچنے کا کام انجام دیا تھا۔ حضرت سید سلطان ابراہیم علماء اور صوفیاء کی بڑی قدر کرتے تھے۔

حضرت سلطان سید ابراہیم کا نکاح ۲۵ سال کی عمر میں خواجہ احمد بسوی کی صاحب زادی بی بی خدیجہ خاتون سے ہوا تھا۔ حضرت خواجہ احمد بسویؒ اپنے زمانے کے درویش کامل تھے اور علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال تھے۔ حضرت خواجہ احمد بسویؒ کی شہرت ایک بزرگ کی حیثیت سے سارے عراق میں پھیلی ہوئی تھی۔

حضرت سلطان سید ابراہیم ایک عابد زاہد بادشاہ تھے۔ آپ کا دور حکومت عدل وانصاف کے لئے سارے عرب ممالک میں مشہور تھا۔ آپ کے دور حکومت میں ریاست سمنان کی رعایا خوش حال اور امن وامان میں رہی۔ آپ رعایا کے حقوق کا خیال رکھتے تھے۔ اس عہد میں روحانی طاقتوں کی بھی خوب پذیرائی ہوئی۔ حضرت سید سلطان ابراہیم تا عمر علوم وفنون کے سرپرست اور احکام شرعیہ کے حامی اور پابند تھے۔

حضرت سید سلطان ابراہیم کی اہلیہ بی بی خدیجہ خاتون ایک عبادت گزار خاتون تھیں۔ ان کی پرورش حضرت خواجہ احمد بسویؒ کے خاندان میں ہوئی تھی۔ بی بی خدیجہ خاتون قرأت کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کرتی تھیں۔ انہوں نے تہجد کی نماز کبھی ضائع نہیں

کی۔ بلکہ دن رات نفل پڑھتی رہتی تھیں۔

حضرت سلطان سید ابراہیم بارہ سال کی عمر میں عنان حکومت کو سنبھالا تھا اور تخت نشین ہوئے تھے۔

ابراہیم مجذوب کی پیشنگوئی

آپ کے والد محترم سلطان سید محمد ابراہیم اور آپ کی والدہ محترمہ بی بی خدیجہ خاتون تین لڑکیوں کی پیدائش کے بعد لڑکا تولد ہونے کے لیئے رنجیدہ رہتی تھیں۔ اور یہی سوچتی رہتی تھی کہ آخر سمنان کی سلطنت کی باگ ڈور کون سنبھالے گا؟ ایک دن سلطان محمد ابراہیم اور خدیجہ خاتون فجر کی نماز پڑھنے کے لئے بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک دیکھا کہ ابراہیم نام کا ایک مجذوب محل میں آرہا ہے۔ سلطان اور ملکہ دونوں کو حیرت ہوئی کہ صبح کے وقت وہ مجذوب بغیر اطلاع کئے کیوں آرہا ہے؟ دونوں سوچنے لگے کہ انہیں محل میں آنے کی آخر کس نے اجازت دی؟ سلطان اور ملکہ اس مجذوب کو جانتے تو تھے لیکن ملنے کا اتفاق کبھی نہیں ہوا تھا۔ سلطان اور ملکہ کو اس بات کا ضرور پتہ تھا کہ یہ مجذوب کسی کے یہاں نہیں جاتے اور کسی سے ملتے بھی نہیں ہیں۔ یہ (ابراہیم مجذوب) تو تنہائی میں زندگی گزارتے ہیں۔ ابراہیم مجذوب کی سمنان میں اہل علم اور اہل نظر بڑی عزت اور تعظیم کرتے تھے۔

جب ابراہیم مجذوب محل میں تشریف لائے تو سلطان اور ملکہ نے نیک فال سمجھا۔ سلطان سید محمد ابراہیم نے ابراہیم مجذوب کا پر جوش استقبال کیا اور بڑی عزت واحترام سے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ ابراہیم مجذوب نے سلطان سید محمد ابراہیم سے کہا کہ تم لڑکا کے لئے بہت فکر مند رہتے ہو۔ سلطان سید محمد ابراہیم نے کہا آپ دعا کریں تو عین نوازش ہوگی۔ ابراہیم مجذوب نے جواب دیا کہ تجھ کو فرزند نرینہ پیدا ہوگا جو عجوبہ روزگار ہوگا۔ ابراہیم مجذوب یہ مژدہ سنا کر رخصت ہوئے مگر مڑ کر دوبارہ کہا لڑکا جو ہوگا وہ میرا ہوگا۔ ابراہیم مجذوب کی اس پیشنگوئی کے مطابق حضرت سید مخدوم اشرف کی ولادت

۷۰۷ھ میں سمنان میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے بعد حضرت سلطان سید محمد ابراہیم کو ایک اور لڑکا تولد ہوا جس کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے۔

مخدوم اشرفؒ کی ولادت اور تعلیم و تربیت

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیرؒ کی ولادت سمنان میں ۷۰۷ھ میں ہوئی تھی۔ آپ سے بڑی تین بہنیں تھیں اور آپ سے چھوٹے ایک بھائی تھے جن کا نام سید محمد اعراف تھا۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر، حضرت سلطان ابراہیم کے بڑے صاحبزادہ تھے۔ حضرت مخدوم اشرف نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم کے زیر سایہ حاصل کی بعدہٗ اپنے والد محترم کے وزیر اعظم حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ کی صحبت سے بہت استفادہ کیا۔ واضح ہو کہ ۶۷۲ھ میں حضرت رکن الدین علاء الدولہ نے حضرت شیخ نور الدین عبد الرحمٰن بغدادی سے بیعت حاصل کی تھی اور ۶۸۱ھ میں ان کی خلافت سے سرفراز بھی ہوئے تھے۔ حضرت رکن الدین علاء الدولہ ۷۲۰ھ تک خانقاہ سکاکیہ کی پرورش کرتے رہے تھے۔

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیرؒ کی والدہ محترمہ خدیجہ خاتون بہت پرہیزگار اور عبادت گزار تھیں۔ مفکرین کہتے ہیں کہ آغوش مادر بچوں کا پہلا مدرسہ ہوتا ہے جب آپ کی ماں پرہیزگار اور عبادت گزار تھیں تو ان کی اولاد نیک سیرت کیوں نہ ہوتی اکثر ماحول انسان پر بے حد اثر ڈالتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا سینۂ مبارک معرفت اور انوار الٰہی سے منور ہوا۔ چونکہ آپ کے والد محترم سلطان ابراہیم بھی متقی اور پرہیزگار تھے۔ اس لئے ان کا بھی آپ کی سیرت اور شخصیت پر کافی اثر پڑا۔

حضرت سید مخدوم اشرفؒ نے سمنان کے مدرسہ سے علوم ظاہری کی تکمیل

کی۔آپ بچپن سے ہی بڑے ذہین طالب علم رہے۔آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔بعدہٗ سمنان کے مدرسہ کے قابل قدر علماء سے حدیث، تفسیر، فقہ، فلسفہ اور منطق کا درس لیا اور ان سب علوم میں عبوریت حاصل کی۔یہاں تک کہ آپ چودہ سال کی عمر میں علوم ظاہری میں مرتبۂ کمال پر پہنچ کر ممتاز علماء کی صف میں شمار کئے جانے لگے اور سارے عراق میں آپ کی شہرت پھیل گئی۔بعدہٗ آپ نے اپنے سفر کے درمیان عراق، فلسطین، حجاز، یمن، داغستان، روم، شام اور دیگر اسلامی ممالک کے بڑے بڑے نامور اور غیر معروف علماء کی صحبت سے استفادہ کیا اور علمی زیور سے مالا مال ہوئے۔آپ کو اللہ نے بیدار دماغ اور بلند خیالات عطا کیا تھا۔آپ کے علم کی گہرائی اتھاہ سمندر کی طرح تھی جس کا اعتراف اکثر علمائے کرام نے کیا ہے۔آپ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کا علمی حل بڑے عالمانہ انداز میں پیش کرتے تھے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ عالم باعمل تھے۔آپ کے بے مثال علمیت کا ثبوت ''لطائف اشرفی'' میں آپ کے مرید اور خلیفہ حضرت نظام یمنی نے پیش کیا ہے جسے پڑھ کر قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت کا مقام علوم وفنون میں کس بلند زینہ پر تھا۔

حضرت سید مخدوم اشرف اپنے دور حیات میں اہل علم کی قدر اور ہمت افزائی کرتے تھے۔آپ اس دور کے قابل قدر بزرگان دین کی خدمت میں رہ کر علمی گوہر سے مالا مال ہوئے تھے۔منشی امیر احمد اپنی کتاب ''سیرۃ الاشرف'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم اشرفؒ جس درویش سے بھی ملتے ان سے سلوک کی راہ پوچھتے اور ان سے فیض حاصل کرتے تھے۔انہی درویشوں میں ایک درویش اور ممتاز عالم دین شیخ عبدالرزاق کاشانیؒ بھی تھے جو کتاب ''فصوص الحکم'' کے شارح تھے۔حضرت سید مخدوم اشرفؒ نے ان سے درس لیا

تھا۔ حضرت سید مخدوم اشرفؒ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے نظریات پر حضرت شیخ عبد الرزاق کاشانیؒ کی صحبت سے استفادہ کیا اور ان کی ہی خدمت میں حضرت سید مخدوم اشرفؒ کو حضرت میر سید علی ہمدانیؒ سے ملاقات ہوئی جو بعد میں آپ کے ہم سفر بنے تھے۔

جناب عالم فقری جنزل سکریٹری پاکستان سنی رائٹر گلڈ لاہور اپنی کتاب ''گلزار صوفیاء'' میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا کتاب ''فصوص الحکم'' کی ایک شرح حضرت حاجی عبد الکریم چشتی نے لکھی ہے جو فارسی زبان میں ہے واضح ہو کہ حاجی عبدالکریم چشتی قدس سرہٗ ایک بلند پایہ بزرگ، عالم باعمل اور پرواز کی طاقت رکھتے تھے۔ انکا وصال ۱۰۴۵ھ میں بادشاہ شاہجہاں کے دور حکومت میں ہوا اور لاہور میں باغ زینبدہ بیگم کے باہر نواں کوٹ میں مدفون ہوئے۔ مزار لاہور میں ہے۔

حضرت مخدوم اشرف کی تخت نشینی

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے اپنی عمر کے پندرہویں زینے پر قدم رکھا تو آپ کے والد محترم سلطان ابراہیم نے داعی ملک کو لبیک کہا اور نظام سلطنت کی باگ ڈور آپ کے ہاتھوں میں آئی۔ آپ اس کم عمری میں تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوئے۔

آپ نے عدل اور انصاف کا دامن پکڑا اور نظام حکومت کو بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ عدل وانصاف کے بہت سے لطائف ''لطائف اشرفی'' میں مرقوم ہیں جسے آپ کے خادم اور خلیفہ حضرت نظام یمنی قدس سرہٗ نے قلمبند کیا ہے۔ آپ کے اندر شجاعت، دلیری، بہادری اور عالی ہمتی نمایاں تھیں۔ آپ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوکر بھی عبادت وریاضت کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ بلکہ یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ اپنی

فوج کی نگرانی کے باوجود بھی فرض وسنت اور نوافل کو ترک نہیں کیا۔ غرض کہ آپ ظاہر میں بادشاہ لیکن باطن میں فقیر تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ کوئی بھی حاجت مند آپ کے در سے خالی نہیں جاتا تھا۔ آپ درویش صفت انسان سے اکثر راہ سلوک اور طریقت کے رموز پوچھتے رہتے تھے۔ آپ اس وقت کے عالم اور فاضل سے ملتے تھے اور ان کے فیض سے فیضیاب ہوتے تھے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے علوم ظاہری و باطنی کی تلاش میں دنیا کے بیشتر ممالک کا سفر کیا اور مقتدر علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ آپ نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر درس لیا اور ان کے فیض و برکات کے شربت سے اپنے کشکول کو لبریز کیا تھا۔

خواب میں خواجہ اویس قرنی اور خضرؑ کی بشارت

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کو خواب میں حضرت خواجہ اویس قرنی قدس سرہٗ کی زیارت نصیب ہوئی اور حضرت خواجہ اویس قرنی قدس سرہٗ نے حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ کو خواب میں ہی ذکر اویسیہ کی تعلیم فرمائی۔ حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ خواب میں بتائے گئے اس ذکر میں مشغول ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی دنیا بدل گئی اور آپ نے سمجھ لیا کہ خدا ہی واحد اور لائق عبادت ہے جس کو فنا نہیں۔ حکومت اور دولت دونوں بت ہیں اور نفسانی خواہشات قبول کرنا بھی ایک قسم کی غلامی ہے۔ یہ شاہی محل جس میں پہلے کوئی رہا آج وہ رہ رہے ہیں اور ان کے بعد کوئی اور رہے گا یہ تو ایک سرائے ہے جہاں ایک مسافر آتا ہے اور ایک مسافر جاتا ہے۔

حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ اسی خیالات میں گم سم رہا کرتے تھے۔

خواب میں ایک رات خواجہ خضر علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہیں ''اے اشرف! اگر تو سریر سلطنت وصال الٰہی اور سریر مملکت حال لا متناہی چاہتا ہے اور اگر گلستان شہود سے گل مقصود اور بوستان معبود سے لالہ زار وجود حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہندوستان جا اور وہاں ایک بزرگ (حضرت شیخ علاء الدین گنج نباتؒ) کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا حصہ لے۔'' (''حضرت مخدوم اشرف جہانگیر'' تالیف پروفیسر ظہور الحسن شارب)

حضرت جب بیدار ہوئے تو خواجہ خضر علیہ السلام کی ان باتوں سے بے حد مسرور ہوئے۔ یہ خواب آپ نے رمضان کی شب قدر کی شب میں دیکھا تھا۔ آپ نے اس خواب کو خود کے لئے نیک فال سمجھا اور اس خواب نے حضرتؒ کی زندگی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔

والدہ ماجدہ کو خواب میں خواجہ احمد بسویؒ کی پیشنگوئی

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے اپنی والدہ محترمہ بی بی خدیجہ خاتون سے اپنا خواب بیان فرمایا اور تخت و تاج سے سبکدوش ہوکر ہندوستان جانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت کی والدہ محترمہ نے حضرت مخدوم سید اشرف قدس سرہٗ کی خواب کو سن کر کچھ سوچ میں پڑ گئیں اور فرمانے لگیں۔

اے اشرف! تیرے تولد ہونے کے قبل تیرے نانا جان حضرت خواجہ احمد بسوی قدس سرہٗ کی روح پاک نے مجھے بشارت دی تھی کہ میرے یہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس کے آفتاب ولایت سے دنیا روشن و منور ہوگی اور اطراف کونین کی ضلالت دور ہوگی۔ اتنا کہہ کر آپ کی والدہ ماجدہ خاموش ہوگئیں۔ بعدہٗ پھر فرمانے لگیں شاید اب وہ وقت آگیا

ہے جو تیرے روحانیت کے نور سے سارا عالم تابناک ہوگا اور تیرے معرفت کے باغ میں ایسا پھول کھلے گا جس کی خوشبو سے دنیا معطر اور نہا جائے گی۔ امید ہے کہ میرے والد محترم خواجہ احمد بسوی قدس سرہٗ کی پیشنگوئی کے پورا ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ مبارک ہو تم جاؤ خدا تیرا نگہبان ہے۔ میں نے اپنے سارے حقوق بخش دیئے۔

ترک سلطنت اور ہندوستان میں آمد

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ دس سال تک سمنان کے تخت پر امن و امان اور عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی کرتے رہے۔ بعدہٗ آپ نے تخت سلطنت کو ترک کیا اور اس تخت پر اپنے چھوٹے بھائی محمد اعراف کو بٹھا کر فقیری اختیار کر لی۔ چونکہ آپ کے قلب وجگر میں اشاعت اسلام اور دین محمدی ﷺ کے فروغ کا جذبہ چھلکنے لگا تھا۔ اس لئے آپ نے اپنی والدہ ماجدہ بی بی خدیجہ خاتون سے اسلام کی اشاعت کے لئے دنیا کی سیر و سیاحت کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے دین اسلام کی اشاعت کی خاطر اپنے لخت جگر کے فراق کو گوارا کیا اور نہایت خوشی کے ساتھ اجازت کا پروانہ ہاتھوں میں دے دیا۔ لہٰذا آپ بارہ ہزار لشکر کے ساتھ سمنان سے روانہ ہوئے۔ لشکر میں شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ اور سمنان کے علماء وفقراء بھی شامل تھے۔ آپ ہندوستان کی جانب منزل بہ منزل آتے رہے اور آہستہ آہستہ تمام لشکروں کو منزل بہ منزل رخصت کرتے رہے۔ آپ نے سبھوں کو رخصت کرنے کے بعد بمقام بخارا قدم رکھا۔ آپ بخارا سے سمر قند پہنچے وہاں شیخ الاسلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضرت مخدوم کی دعوت اور قدر کی بعدہٗ سمر قند سے آپ روانہ ہوئے اس سفر میں آپ نے اپنا گھوڑا بھی ایک فقیر کو دے دیا اور تنہا پیدل

چلنے لگے۔ پر خطر جنگلوں اور پہاڑوں کے راستوں کو طے کرتے ہوئے اور امنڈتے ہوئے دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے شہر ملتان کے قریب علاقہ اوچ پہنچے۔ اوچ اس زمانہ میں سہروردی سلسلہ کا ایک روحانی مرکز تھا۔ یہاں حضرت جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت باحیات تھے۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واضح ہو کہ حضرت جلال الدین بخاری قدس سرہٗ کی خانقاہ میں حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح رہتے تھے۔ حضرت اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح کے زیر سایہ معرفت کے علوم کی تکمیل کی۔ حضرت مخدوم اشرف قدس سرہٗ نے اوچ میں کچھ عرصہ تک قیام فرمایا اور حضرت جلال الدینؒ اور حضرت رکن الدین کی صحبت سے استفادہ کرتے رہے۔ آپ ان دونوں حضرات کے فیض سے بھی فیضیاب ہوئے۔ واضح ہو کہ حضرت جہانیاں جہاں گشت ۷۰۷ھ میں اوچ میں پیدا ہوئے تھے اور وہیں انکا ۷۸۸ھ میں وصال ہوا تھا۔

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ بادشاہ محمد تغلق کے عہد میں دہلی پہنچے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر روحانی فیض حاصل کیا بعدہٗ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے سجادہ نشین حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ کی تعلیم و تربیت سے آپ آراستہ ہو کر علوم و فنون کے اس بلندی پر پہنچے کہ اس خانقاہ میں تشریف لانے والے صالحین کی اصلاح اور ان کی تربیت کرنے لگے۔ واضح ہو کہ حضرت مخدوم جلال الدین بخاری کی محبت اور شفقت آپ کے قلب و جگر میں بے حد تھی۔ اوچ شریف میں حضرت مخدوم جلال الدین بخاری قدس سرہٗ نے آپ کا استقبال کیا تھا اور آپ کو روحانیت کے اعلیٰ منصب پر فائز کرنے کے بعد کہا تھا کہ برادرم علاء الدین تمہاری شدت سے انتظار کر رہے

ہیں۔اس لئے تم جتنا جلد ہو سکے ان کی خدمت میں جا کر حاضر ہو جاؤ۔

دہلی کے قیام کے دوران حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کو ایک شکیل و جمیل نو جوان سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے آپ سے مخاطب ہو کر یہی کہا تھا کہ اشرف! خوب آئے ہو اب جلد برادرم علاء الدین کی خدمت میں حاضری دو وہ آپ کے منتظر ہیں۔ بالآخر حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ دہلی سے روانہ ہوئے اور ریاست بہار کے علاقہ بہار شریف پہنچے وہاں مخدوم الملک حضرت شرف الدین یحیٰ منیری قدس سرہٗ کے جنازہ پڑھانے والے کا انتظار ہو رہا تھا۔ چونکہ حضرت یحیٰ منیری کی وصیت تھی کہ ''میرے جنازہ کی نماز وہی پڑھائے جو صحیح النسب ،تارک مملکت اور سات قرائتوں کا قاری ہو'' واضح ہو کہ یہ ساری صفتیں حضرت جہانگیر قدس سرہٗ میں موجود تھی۔لہٰذا آپ نے حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحیٰ منیری قدس سرہٗ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدہٗ آپ ان کے مزار اقدس پر معتکف رہے اور ان کے روحانی فیض سے مستفید ہوئے۔ بعد ازاں بہار شریف میں چند دنوں کی اقامت کے بعد اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے بنگال کی طرف پنڈوہ شریف کے لئے آپ روانہ ہوئے۔

بیعت وخلافت

بہار شریف میں حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحیٰ منیری کے روحانی فیض سے فیضیاب ہونے کے بعد حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے بنگال کا رخ کیا۔ چونکہ آپ کے دل میں بنگال کے روحانی پیشوا اور بزرگ کامل حضرت علاء الدین پنڈوی قدس سرہٗ کے علمی ،ادبی ،تہذیبی اور معاشرتی سمندر میں غوطہ لگانے کی خواہش بیدار ہو چکی تھی۔حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ بہار شریف سے ریاست بنگال کی جانب

روانہ ہوئے۔ واضح ہو کہ پنڈوہ شریف ریاست بنگال میں ایک روحانی مرکز تھا۔ وہاں اس وقت رحمتوں کا نزول اور ہر چہار جانب میں نور اور عرفان کی بارش ہو رہی تھی۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ جنگلوں اور پہاڑوں کے دشوار گزار راستوں کو طے کرتے ہوئے اور عمیق دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے روحانیت کے عظیم المرتبت اور جلیل القدر ہستی حضرت مخدوم علاء الدین گنج نبات قدس سرہٗ کے دیار میں قدم رکھا۔ تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ حضرت مخدوم علاء الدین ایک بڑے صوفی اور بزرگ کامل تھے جنہوں نے ریاست بنگال کو اپنی روحانیت سے سیراب کیا تھا اور ان کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ بنگال کے گوشے گوشے میں اسلامی چراغ روشن تھے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ دیار پنڈوہ کے قریب جب پہنچے تو آپ نے حضرت علاء الدین پنڈوی قدس سرہٗ کو ان کے اصحاب و احباب اور خاص مریدوں کے ساتھ فصیل شہر کے پاس استقبال کے لئے پایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ نے اپنے مریدوں اور معتقدوں کو کچھ عرصہ قبل اس بات کی بشارت دی تھی کہ ہم جن کے انتظار میں ہیں اب وہ عنقریب یہاں آنے والا ہے۔

تاریخ داں لکھتے ہیں کہ اس بات کی بشارت حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ کو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے سات بار دی تھی۔ حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ کو جب حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ کا پنڈوہ کے قریب پہنچنے کا علم باطن سے معلوم ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب اور احباب سے فرمایا کہ اب ''دوست کی خوشبو آتی ہے'' لہٰذا آپ اپنے احباب و اصحاب اور مریدین کے ساتھ محافہ لیکر شہر سے باہر ایک کوس کی دوری پر جا کر حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ کا انتظار کرنے لگے اور ہر آنے والوں سے

آپ کی حیات تک پنڈوہ میں جاری رہا۔ بعدہٗ آپ کے صاحبزادہ قطب عالم نے اس مشن کی پرورش کی۔

حضرت علاء الدین گنج نبات قدس سرہٗ نے مریدی کا پیرہن حضرت اخی سراج الدین قدس سرہٗ سے پایا تھا جو پنڈوہ کے قرب وجوار بنگال ہی کے شہر مالدہ میں رہتے تھے۔ واضح ہو کہ حضرت علاء الدین گنج نبات کے پیرومرشد حضرت اخی سراج الدین قدس سرہٗ کا مزار اقدس مالدہ شہر میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مزار شریف پر روزانہ زائرین کا ہجوم رہتا ہے اور زائرین اپنی مراد پانے کے لئے آپ کے مزار شریف پر فاتحہ خوانی میں مصروف رہتے ہیں۔

حضرت علاء الدینؒ عبادت وریاضت کے بعد محنت ومشقت سے حلال روزی حاصل کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ اکثر مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ زندگی کے باغ کو اپنی محنت ومشقت سے سرسبز وشاداب بنائیں بعدہٗ عبادت وریاضت اور خدمت خلق میں مصروف رہیں۔

حضرت علاء الدین گنج نبات کے صاحبزادوں میں ایک نورالدین المعروف بہ نورالحق تھے۔ آپ کو حضرت علاء الدین پنڈوی قدس سرہٗ نے خانقاہ میں جنگل سے سوکھی لکڑی کا گٹھر لانے کا کام سپرد کیا تھا۔ لہٰذا حضرت نورالدین قدس سرہٗ نے اپنے والد محترم حضرت علاء الدین پنڈوی کے حکم کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ بلکہ حضرت نورالدین قدس سرہٗ روزانہ جنگل سے سوکھی لکڑی کا گٹھر خانقاہ لاتے رہے اور یہ کام آپ نے متواتر آٹھ سال تک انجام دیا تھا۔

حضرت علاء الدین المعروف بہ علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ کے بڑے

حضرت شیخ سراج الدین عثمانی قدس سرہٗ شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے نامور مرید و خلیفہ تھے جن کے بارے میں حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا تھا کہ:

''وہ ہندوستان کا آئینہ ہے''

حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ نے اپنے پیر و مرشد حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ سے علوم ظاہری و باطنی میں درجۂ کمال حاصل کیا اور سلوک کی راہ کو بھی انہی کی خدمت میں طے کیئے۔ غرض کہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ ان کی خدمت اور صحبت میں بارہ سال رہے اور علمی، ادبی، تہذیبی، معاشرتی گوہر سے سرفراز ہوئے۔

شجرۂ خلافت حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیرؒ

راقم ذیل میں حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کا شجرۂ خلافت قلمبند کرتا ہے۔ تاکہ قارئین کو یہ اندازہ ہو سکے کہ آپ کے شجرۂ خلافت میں کیسے کیسے بلند پایہ بزرگان دین اور الیاء کرام کے اسمائے گرامی مرقوم ہیں جن کے متعلق تذکرہ نویسوں نے اپنے اپنے خیالات مختلف کتابوں میں درج کیئے ہیں۔ لہٰذا ذیل میں قارئین حضرات شجرۂ خلافت حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کا مطالعہ کریں۔

شجرۂ خلافت حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمت حضرت امیر المومنین شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہٗ

خرقہ خلافت حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت عبدالواحد بن زید قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت فضل بن عیاض قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت ابراہیم بن ادہم قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت سدید الدین خواجہ حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت امین الدین ہبیرہ نصیری قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت ممشاد علی دینوری قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت شمس الدین ابو اسحاق چشتی قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت مودود چشتی قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت عثمان ہارونی قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت قطب الحق والدین بختیار اوسی قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت عثمان اخی سراج الحق والدین قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہٗ

خرقہ خلافت حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہٗ

واضح ہو کہ حضرت واحد بن زید کا مزار شریف بغداد میں، حضرت فضل بن عیاضؒ کا مزار شریف مکہ معظمہ میں، حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کا ملک، حضرت سدید الدین خواجہ حذیفہؒ کا مزار شریف مرعش شام، حضرت امین الدین ہبیرہ نصیریؒ کا مزار شریف ہبیرہ بصرہ،

حضرت ممشاد علی دینوریؒ کا مزار شریف بغداد، حضرت شمس الدین ابواسحاق کا مزار شریف عکہ شام، حضرت ابواحمد ابدال چشتی کا مزار شریف چشت ہرات، حضرت مودود چشتیؒ کا مزار شریف زندان بخارا، حضرت عثمان ہارونی کا مزار جنت البقیع، حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا مزار اجمیر، حضرت خواجہ قطب الدین کا مزار شریف مہرولی دہلی، حضرت بابا فرید الدینؒ کا مزار شریف پاک پٹن، حضرت نظام الدین اولیاء کا مزار شریف دہلی، حضرت شیخ عثمان اخی سراج الدینؒ کا مزار شریف سعد اللہ پور مالدہ، حضرت علاء الحقؒ کا مزار شریف پنڈوہ بنگال اور حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ قدس سرہٗ کا مزار شریف روح آباد کچھوچھہ میں مرجع خلائق ہے۔

مخدوم اشرف کے پیر و مرشد حضرت علاء الحق پنڈویؒ

حضرت شیخ علاء الدین گنج نبات پنڈوی قدس سرہٗ ریاست بنگال کے مشہور و معروف بزرگ ہیں۔ آپ بنگال کے حاکم جماعۃ الملک کے وزیر اعظم تھے۔ لیکن آپ نے اس عالی منصب کو چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی تھی۔ لہٰذا آپ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ کرسئی اقتدار سے کہیں بڑھ کر مسند فقیری ہے۔ آپ نے تزک واحتشام اور راحت و آرام کو ترک کر کے اسلام کی تعلیمات اور اشاعت دین کو عام کرنے کے لئے وزیر اعظم جیسے اعلیٰ عہدہ کو خیر باد کہہ دیا تھا۔ آپ نے مدتوں عبادت و ریاضت میں مشغول رہ کر روحانیت کے خوشبودار پھول سے ہمکنار ہوئے تھے۔ آپ کے قلب میں خلق خدا کی خدمت اور درد انسانیت کا جذبہ امنڈ پڑا تھا۔ آپ کے اخلاق واخلاص سے ہزاروں طالبان حق نے اسلام کا صحیح راستہ اختیار کیا۔ آپ نے اسلام کی اشاعت کے لئے اپنی خانقاہ قائم کی جہاں صالحین اور طالبین حق کی جماعت موجود رہتی تھی۔ آپ خانقاہ میں سبھوں کی تواضع کرتے تھے۔ آپ کا یہ مشن

دریافت کرتے کہ قافلہ میں کوئی سمنان کا رہنے والا اشرف ہے؟ حضرت مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ کی جیونہی نظر حضرت علاء الحق پنڈوی کے چہرے پر پڑی آپ آکران کے قدموں پر گر پڑے۔ حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ نے آپ کو اٹھا کر اپنے سینہ سے لگا لیا اور محافہ میں بٹھا کر اپنی خانقاہ لائے۔ واضح ہو کہ حضرت علاء الحق قدس سرہٗ کے ساتھ سواری کے لئے گھوڑے اور اونٹ بھی تھے۔

حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ نے خانقاہ آکر حضرت مخدوم سمنانی کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور خادم کو دستر خوان بچھانے کا حکم فرمایا۔ بعدہٗ پانی لایا گیا اور حضرت علاء الحق قدس سرہٗ نے حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہٗ سے فرمایا کہ دنیاوی آرزو اور تمنا کی طرف سے ہاتھ دھولو بغیر ایسا کئے خوان وصل حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہٗ نے انکساری کے ساتھ جواب دیا کہ میں تو پہلے ہی ہاتھ دھو بیٹھا ہوں۔ حضرت علاء الحق قدس سرہٗ نے آپ کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر کے بیعت وخلافت سے مشرف کیا اور اپنے سر کی ٹوپی خود اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنا دی۔

حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ بارہ سال تک اپنے پیر ومرشد حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر رہے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ بعدہٗ حضرت علاء الحق کو اپنے پیر ومرشد حضرت شیخ سراج الدین عثمانی قدس سرہٗ سے جو خرقہ ملا تھا (ان کو وہ خرقہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے ملا تھا) آپ نے حضرت سید مخدوم سمنانی کو عطا کیا۔ علاوہ دیگر تبرکات بھی حضرت سمنانی کو عنایت کئے اور ''جہانگیر'' کے خطاب سے سرفراز بھی فرمایا۔ واضح ہو کہ حضرت علاء الحق سلسلہ چشتیہ کے ممتاز ولی تھے۔ آپ حضرت شیخ سراج الدین عثمانی کے ہاتھوں پر بیعت ہوئے تھے اور خلافت پایا تھا۔

صاحبزادے بنگال کے حاکم کے وزیراعظم تھے۔ واضح ہو کہ جس منصب سے حضرت علاء الدین سبکدوش ہوئے تھے اسی منصب پر آپ کے بڑے صاحبزادہ جلوہ افروز ہوئے تھے۔ ایک دن آپ کے بڑے صاحبزادہ جو وزیراعظم تھے حضرت سے سفارش کی کہ حضرت نور الحق پنڈوی قدس سرہٗ سے اس طرح کی محنت و مشقت کا کام نہ لیا جائے۔ حضرت علاء الدین پنڈوی قدس سرہٗ نے اپنے بڑے صاحبزادہ کی سفارش قبول فرمائی اور اپنے صاحبزادہ حضرت نورالدین سے فرمایا کہ جس جگہ بوڑھی عورتیں پانی کھینچتی ہیں وہاں کی مٹی پاؤں پھسلنے والی نرم اور نم ہوگئی ہیں اس لئے اب تم (حضرت نورالدینؒ) ان ضعیف عورتوں کے گھڑے اٹھا کر پکی زمین تک پہنچا دیا کرو۔ واضح ہو کہ حضرت نورالدین قدس سرہٗ نے یہ کام تقریباً چار سال تک بحسن وخوبی انجام دیا۔ غرض کہ حضرت نورالدین قدس سرہٗ کی یہ خاکساری نے حضرت نورالدین کو جلیل القدر اولیائے کرام کی صف میں لا کر کھڑ کر دیا تھا۔ حضرت نورالدین کا وصال پنڈوہ میں ہوا اور آپ وہیں مدفون ہوئے۔ آج حضرت نور الدین قدس سرہٗ کو ''قطب عالم پنڈوی بنگالی'' کے نام سے عوام یاد کرتی ہے۔ بلکہ آپ حضرت قطب عالم نورالدین قدس سرہٗ کے نام سے ریاست بنگال میں پکارے جاتے رہے ہیں۔ واضح ہو کہ آپ کا بنگال کے نامور اولیائے کبار میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت علاء الدین قدس سرہٗ کے بڑے لڑکے کا بھی مزار شریف پنڈوہ میں ہی ہے جو بنگال کے حاکم کے وزیراعظم تھے۔

جناب عالم فقری (جنرل سکریٹری پاکستان سنی رائٹر گلڈ، لاہور) نے اپنی کتاب'' گلزار صوفیاء'' المعروف بہ تذکرہ اولیائے ہندوپاک کے صفحہ نمبر ۱۰۱ پر تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شاہ کاکو چشتی لاہوریؒ حضرت شیخ علاء الدین المشہور علاء الحق بنگالی کے صاحبزادہ تھے اور

اس ضمن میں حضرت مفتی غلام سرور لاہوری، حدیقۃ الاولیاء'' میں مزید رقم طراز ہیں کہ حضرت شاہ کاکو چشتیؒ حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ کی اولاد سے تھے۔ اس طرح مندرجہ بالا دونوں مؤلف کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ علاء الدین گنج نبات پنڈوی بنگالیؒ کا نسب نامہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر سے ہے اور حضرت شاہ کاکو چشتیؒ حضرت علاء الدین گنج نبات کے صاحبزادہ ہیں۔

حضرت مؤلف ''مآثر لاہور'' نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ کاکو چشتیؒ لاہوری نے حضرت شیخ نورالدین چشتی بنگالی نام کے ایک بزرگ سے تحصیل علم کیا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شیخ نورالدین چشتی وہی بزرگ ہیں جو آپ کے بھائی ہیں اور آج قطب عالم بنگالی کے نام سے پنڈوہ میں مشہور ہیں جن کا ذکر قبل ہو چکا ہے۔

واضح ہو کہ شاہ کاکو چشتیؒ نے اپنے بھائی حضرت نورالدین پنڈویؒ سے سلسلہ چشتیہ میں مرید ہو کر ان کی صحبت میں روحانی منازل کو طے کیا تھا۔ نیز آپ کو (حضرت شاہ کاکو چشتیؒ) حضرت نورالدین پنڈویؒ سے خرقۂ خلافت ملا اور آپ ان کے (حضرت نور الدین پنڈویؒ) حکم پر لاہور آئے تھے۔ واضح ہو کہ حضرت شاہ کاکو چشتیؒ نے ریاست بنگال سے لاہور آنے کے بعد لاہور میں حضرت پیر محمد چشتیؒ لاہوری سے بھی اکتساب فیض کیا اور ان سے بھی حضرت شاہ کاکو چشتی نے خرقۂ خلافت پایا تھا۔ اس طرح حضرت شاہ کاکو چشتیؒ لاہوری کو ان دونوں بزرگوں کی صحبت سے استفادہ کرنے کے بعد علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل ہوا تھا۔

حضرت شاہ کاکو چشتیؒ کو پیرومرشد حضرت نورالدین پنڈوی قدس سرہٗ نے رشدو ہدایت اور خدمت خلق کے لئے پنڈوہ سے لاہور روانہ کیا تھا چونکہ حضرت نورالدین قطب

عالم پنڈویؒ کے دادا حضرت شیخ اسعد الدین معروف بہ اسعد لاہوریؒ لاہور ہی کے رہنے والے تھے جو شاہی خزانہ کے خزانچی تھے۔ واضح ہو کہ علاء الدین گنج نبات لاہور سے بنگال آئے تھے اور بنگال کے حاکم جماعۃ الملک کے وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز ہو کر عماد الملک کہلاتے رہے لیکن کچھ دنوں کے بعد حضرت شیخ علاء الدین پنڈوی نے سرکاری عہدہ کو چھوڑ کر صوفیانہ روش اختیار کر لی اور اپنی جگہ پر اپنے بڑا لڑکا کو مقرر کر کے اسلام کی اشاعت اور خدمت خلق میں مصروف ہو گئے تھے۔

حضرت شاہ کاکو چشتیؒ لاہور میں جس محلّہ میں رہتے تھے وہ محلّہ آپ کے نام پر محلّہ ''گذر شاہ کاکو'' یا ''محلّہ شاہ کاکو'' کے نام سے موسوم تھا۔ واضح ہو کہ حضرت شاہ کاکو چشتیؒ عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ میں متوکل تھے۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی کتاب ''حدیقۃ الاولیاء'' میں تذکرہ شیخ چوہڑ بندگیؒ کے بقول لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ کاکو چشتیؒ کا وصال ۸۸۲ھ میں لاہور میں سلطان بہلول لودھی کے عہد میں ہوا اور تاریخ وفات اس کتاب میں اس طرح لکھی ہوئی ہے:

چو از دنیائے دوں رخت سفر بست — جناب شاہ والا جاہ کاکو
چو سرور جست تاریخ وصالش — نداشد شاہ اکبر شاہ کاکو

واضح ہو کہ انگریزی عہد میں سکھوں نے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا اور آپ کا مزار شریف جس چبوترہ پر تھا منہدم کر کے برابر کر دیا۔ اس طرح چبوترے اور آپ کے مزار شریف کے نشان مٹ گئے۔

حضرت شیخ علاء الدین گنج نبات پنڈویؒ کے پوتا اور حضرت شاہ کاکو چشتیؒ پنڈوی ثم لاہوریؒ کے صاحبزادہ حضرت شیخ اسحاق چشتی تھے جو لاہور میں پیدا ہوئے اور کشف و

کرامات والے بزرگ تھے۔ حضرت شیخ اسحاق چشتی نے اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ کاکو چشتی لاہوریؒ سے تعلیم و تربیت حاصل کی تھی اور آپ زبان عربی اور فارسی پر کامل عبور اور قرآن و حدیث اور تفسیر میں اعلیٰ صلاحیت کے مالک ہوئے۔ آپ مرید والد بزرگوار حضرت شاہ کاکو چشتیؒ سے تھے اکبری دور حکومت میں حضرت شیخ اسحاق چشتیؒ کی خدمت میں بدایونی کے علاوہ فیضی اور ابوالفضل بھی حاضر ہوئے تھے۔ ''طبقات اکبری'' میں ملاّ نظام الدین لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ اسحاق چشتی نہایت عالم اور متبحر فاضل تھے اور اپنے معاصرین پر سبقت رکھتے تھے۔ بدایونی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ کو ایک دن راستہ میں پکڑ لیا اور سر پر ایک مٹی کا دیگچہ رکھ کر ساتھ چلنے کو کہا۔ آپ نے بغیر چوں و چرا، دیگچہ اٹھا لیا اور اس کے گھر تک پہنچا گئے۔ اس واقعہ سے وہ شخص آپ کا غلام اور عالم دین بن گیا۔ لاہور میں حضرت اسحاق چشتی کی وفات ۹۹۶ھ میں اکبری دور میں سو سال کی عمر میں ہوئی۔ اور آپ اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ کاکو چشتیؒ کے مزار کے قریب لنڈا بازار لاہور میں مدفون ہوئے۔ پیر سکندر حیات کی حکومت کے زمانہ وزارت میں آپ کے مزار کو منہدم اور آپ کی بنوائی ہوئی مسجد کو شہید کر دیا گیا جیسا کہ عالم فقری نے اپنی کتاب ''گلزار صوفیاء'' کے صفحہ ۳۴۷ پر رقم کیا ہے۔

حضرت شیخ کاکو چشتیؒ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت شیخ عارف چشتیؒ تھے جن کا مزار شریف لاہور میں ہے اور حضرت محمد عارف چشتیؒ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت محمد صدیق چشتیؒ صابری ہوئے جو لاہور میں اورنگ زیب کے دور حکومت میں فوت ہوئے اور مزار چیمبرلین روڈ پر احاطہ قادر بخش لاہور میں ہے۔

مفتی شوکت علی فہمی ''ہند و پاک کے اولیاء'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ فرید

والوں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیا تھا لیکن حضرت علاء الدین قدس سرہٗ نے درویشی اختیار کی۔ وہ بہت سخی تھے اور ان کا لنگر عام تھا۔ بادشاہ وقت کو بھی آپ کے لنگر خانہ کا اتنا خرچ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت اسعد لاہوری قدس سرہٗ شاہی خزانہ کے خزانچی تھے۔ بادشاہ یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ شاید والد محترم حضرت اسعد لاہوری سے کچھ روپیہ حضرت علاء الدین قدس سرہٗ کو ملتا ہے جس سے انکا یہ لنگر خانہ بڑے پیمانے پر چل رہا ہے۔ بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ سنار گاؤں میں جا کر رہیں۔ حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ دوسال تک سنار گاؤں میں مقیم رہے اور خادم سے یہ کہا کہ لنگر خانہ میں پہلے جتنا خرچ ہوتا تھا اب دوگنا خرچ کیا جائے۔

المختصر حضرت علاء الحق گنج نبات کے وصال کے وقت حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ پنڈوہ میں موجود تھے۔ ان کی تدفین و تکفین اور جنازے کی نماز میں شریک رہے تھے۔ واضح ہو کہ حضرت علاء الدین گنج نباتؒ کا عالیشان مقبرہ آج بھی پنڈوہ شریف میں آپ کی روحانیت کو اجاگر کر رہا ہے۔

ولایت جونپور

حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ نے حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کو بیعت وخلافت اور تبرکات عطا کرنے کے بعد جونپور کی ولایت کا پروانہ حوالے کیا اور فرمایا کہ نواح جونپور جا کر وہاں کے لوگوں کو اسلامی تعلیم دیں اور انکی تربیت فرمائیں نیز جونپور میں اپنی رشد وہدایت کا مرکز قائم کریں، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ اپنے پیر ومرشد حضرت علاء الحق کے حکم کے مطابق پنڈوہ سے جونپور روانہ ہوئے اور محمد پور المعروف محمد آباد میں قیام فرمایا بعدہٗ آپ محمد پور (محمد آباد) گہنہ سے ظفر آباد تشریف لائے ظفر آباد میں حضرت شیخ صدرالدین حاجی چراغ ہندؒ آپ (مخدوم اشرف) سے ملنے آئے اور وہاں عوام کی ایک کثیر جماعت آپ سے بیعت ہوئی۔ بعدہٗ ظفر آباد گہنہ میں ہی موضع سرور پور کے قابل احترام شخص حضرت شیخ کبیرؒ آپ کے حلقۂ ارادات میں داخل ہوئے۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ نے ظفر آباد میں دین محمدی کی خوب اشاعت کی اور اسلام کی شاخوں کو بام عروج تک پہونچایا واضح ہو کہ بعض مصنفین کے خیال کے مطابق حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ ظفر آباد سے وسط ایشیاء کیلئے سفر پر روانہ ہو گئے تھے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ بمقام ظفر آباد سے موضع کرمینی ہوتے ہوئے بھڈ ورواردہوئے اور کچھو چھہ کو حضرت سید مخدوم اشرف اپنی خانقاہ کیلئے انتخاب فرمایا اور اسے تبلیغ دین کا مرکز بنایا۔

راقم اب جونپور کی تاریخ پر اپنی طائرانہ نظر ڈال رہا ہے تاکہ قارئین کو یہ اندازہ ہوسکے کہ اُس وقت جون پور کی مذہبی، اخلاقی، سیاسی اور سماجی کیا حالتیں تھیں۔

پروفیسر ایشوری پرساد، شعبہ تاریخ الہ آباد یونیورسٹی الہ آباد اپنی کتاب "تاریخ ہندوستان" (مطبوعہ ۱۹۲۶ء) میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں خلجی خاندان کی سلطنت کے زوال کے بعد ۱۳۲۰ء سے تغلق خاندان کے بادشاہوں کی حکومت کا دور شروع ہوتا ہے اور اس خاندان کا پہلا بادشاہ غازی تغلق ہوا جو غیاث الدین تغلق کے نام سے ۱۳۲۵ء تک ہندوستان پر حکومت کی۔ اسکے وصال کے بعد اسکا بیٹا "جونا" محمد تغلق کے نام سے تخت نشیں ہوا اور بڑے دبدبہ کے ساتھ ہندوستان پر ۱۳۴۱ء یعنی سولہ ۱۶ رسال تک برسر اقتدار رہا۔ محمد تغلق بادشاہ کے انتقال کرنے کے بعد اس کا چچازاد بھائی فیروز تغلق دہلی کے تخت پر بیٹھا اور سلطنت کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ بادشاہ فیروز تغلق نے اپنے دور حکومت ۱۳۶۰ء میں اپنے چچازاد بھائی اور سابق حکمراں "جونا" (محمد تغلق) کے نام پر جوناپور المعروف بہ شہر جون پور کی بنیاد ڈالی چونکہ بادشاہ فیروز تغلق کا دور حکومت ۱۳۵۱ء سے شروع ہوا اور ۱۳۸۷ء میں ختم ہوا تھا یعنی فیروز تغلق ۷۹ اُناسی سال کی عمر پاکر ۱۳۸۷ء میں رحلت کر گیا۔ اسکے بعد اس خاندان میں کئی صرف نام کے کمزور حکمراں ہوئے۔ مثلاً تغلق شاہ ثانی جنوری ۱۳۸۸ء میں ابوبکر شاہ دسمبر ۱۳۸۸ء میں، محمد شاہ جنوری ۱۳۸۹ء میں، ابوبکر شاہ دسمبر ۱۳۸۹ء میں، محمد شاہ بن فیروز شاہ دسمبر ۱۳۸۹ء میں سکندر شاہ نومبر ۱۳۹۲ء میں گدی پر بیٹھے۔ محمود شاہ تغلق ۱۳۹۲ء میں سکندر شاہ کو معزول کر کے دہلی کے تخت پر قابض ہو گیا اور ہندوستان کا بادشاہ بن بیٹھا۔ اسلئے ہندوستان پر اس نے ۱۳۹۲ء سے ۱۴۱۴ء تک یعنی ۲۲ سال تک شاندار حکومت کی۔ محمود تغلق نے اپنے دوران حکومت ۱۳۹۴ء میں اپنے ایک "خواجہ سرا" سردار کو مشرقی ممالک

کا انتظام کرنے کے لئے ''خواجہ جہاں'' کا خطاب دیکر بھیجا تھا۔ اس خواجہ جہاں نے آہستہ آہستہ جون پور ہی سے فوجی طاقت بڑھا کر قنوج 'کڑا' بہرائچ، بہار اور ترہت وغیرہ ممالک کو اپنے قبضہ میں کرلیا اور اُڑیسہ اور لکھنوتی (گوڑ) کے راجاؤں سے خراج وصول کیا۔ لیکن جب ۱۳۹۸ء میں دہلی پر تیموری حملہ ہوا تو خواجہ جہاں خودمختار اور آزاد ہو گیا اور دہلی کو خراج بھیجنا بند کر دیا اور جونپور کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ خواجہ جہاں کی وفات کے بعد اسکا لڑکا متبنٰی جونپور کے تخت پر بیٹھا، اسکے بعد اسکا بھائی ابراہیم ۱۴۰۱ء سے ۱۴۴۰ء تک جونپور پر حکومت کی اور اسکے عہد میں جون پور کو خوب ترقی ہوئی بلکہ دہلی پر بھی اس نے فوج کشی کی اور مبارک شاہ سید کو صلح کرنے پر مجبور کیا۔ مشہور اٹالہ مسجد اسی ابراہیم کی بنوائی ہوئی ہے۔ بقول پروفیسر ایشوری پرشاد مسلمان مورخ نے اسکی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ ابراہیم بڑا سخی تھا اور عالموں کی عزت کرتا تھا۔ واضح ہو کہ ابراہیم کا بڑا بیٹا محمود بھی قابل حکمراں رہا۔ اس نے ''لال دروازہ کی مسجد'' بنوائی۔ حسین شاہ جون پور کا آخری خودمختار بادشاہ ہوا ۱۴۸۶ء میں بہلول لودی نے اسے شکست دیکر اپنے بیٹے باربک شاہ کو جونپور میں قائم مقام مقرر کیا مگر سکندر لودی نے اپنے عہد حکومت میں باربک شاہ کو جون پور سے نکال کر جون پور کو اپنے قلمرو میں شامل کرلیا اور اس طرح جونپور کی سلطنت ختم ہوئی اور سلطنت دہلی کی سرحد پھر بنگال تک پہنچ گئی۔ واضح ہو کہ جون پور کے تمام مندرجہ بالا حکمراں ''شاہان شرقی'' کے نام سے تاریخ میں مشہور ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابراہیم شرقی حکمراں جون پور کے عہد سلطنت ۱۴۰۱ء سے ۱۴۴۰ء کے درمیان حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ جون پور وارد ہوئے تھے۔

اور سلطان ابراہیم شرقی حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضری دی تھی۔

سلطان ابراہیم شرقی کی حاضری آپ کی خدمت میں

جب حضرت سید مخدوم اشرفؒ نے جون پور پہنچ کر ایک مسجد میں قیام فرمایا تو آپ کے آنے کی خبر سن کر قاضی القضاۃ شہاب الدین دولت آبادی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے مل کر ایسے متاثر ہوئے کہ آپ کی خدمت میں پابندی سے حاضری دینے لگے یہاں تک کہ قاضی شہاب الدین حضرت سید مخدوم اشرفؒ کی صحبت میں رہکر باطنی اور روحانی علوم کے گوہر سے مالا مال ہوئے۔ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیرؒ قاضی صاحب کے علم وفضل کے قدرداں اور انکے مداح تھے بعدہٗ حضرت مخدوم نے انکو مرید کیا اور مسند خلافت پر فائز کیا۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیرؒ کے بارے میں سلطان ابراہیم شرقی سے جب ذکر کیا تو سلطان ابراہیم شرقی کو حضرت مخدوم کے جونپور وارد ہونے پر انکے دل میں حضرت سے ملاقات کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ یہ تذکرہ ''لطائف اشرفی'' میں بھی درج ہے سلطان ابراہیم شرقی کئی بار قاضی شہاب الدین کے ساتھ حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ کی خدمت میں خود کو پیش کیا۔ پہلی بار سلطان ابراہیم شرقی یعنی جب حضرت سید مخدوم اشرفؒ اوراد و وظائف میں مسجد میں مصروف تھے تو سلطان مع وزراء و امراء کے انکی قیام گاہ کے قریب پہونچا اور بیس اہل سنت اور اہل فضیلت اشخاص کے ساتھ قدم بوسی کے لئے باادب واحترام خدمت میں حاضر ہوا۔ ''لطائف اشرفی'' میں مرقوم ہے کہ سلطان ابراہیم شرقی قلعہ

جنادہ کی فتح کے لئے پریشان تھا انہوں نے وہاں ایک بڑا لشکر بھیجا تھا۔ اس جنگ میں حضرت سید مخدوم اشرفؒ کی دعا کام آئی اور جنادہ کا قلعہ فتح ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان ابراہیم شرقی حضرت سید مخدوم اشرف کا بے حد معتقد ہو گیا اور حضرت مخدوم سے شرف بیعت حاصل کیا بعدہٗ اسی ملاقات میں تیں شہزادے بھی دولت بیعت سے مالا مال ہوئے۔ سلطان نے بیش بہا نذرانے حضرت مخدوم کی خدمت میں پیش کئے لیکن حضرت مخدوم نے نذرانے قبول نہیں کئے سلطان کے اصرار پر حضرت مخدوم نے اتنا ضرور ارشاد فرمایا کہ میں تمہاری سلطنت کے حدود سے باہر نہیں جاؤں گا اور میری محبت تمہارے ساتھ رہے گی۔ سلطان ابراہیم شرقی آپ کے اس جواب پر خاموش ہو گیا۔

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ تقریباً دو ماہ تک جون پور میں اقامت پزیر رہے اور امراء فقراء علماء اور فضلاء کو اپنے بیعت کا پیرہن پہناتے رہے۔ غرض کہ حضرت سید مخدوم اشرفؒ نے اپنے فیض کا دریا جون پور میں بہایا جس سے اہل جون پور سیراب ہو گئے۔

حجاز و یمن کا سفر

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے جونپور کی ولایت کے بعد عراق، حجاز اور یمن کا سفر کیا۔ آپ نے پہلے عراق کی خاک کا بوسہ لیا۔ اور بصرہ، نجف اشرف، بغداد اور جیلان کی آب و ہوا سے لطف اندروز ہوئے آپ وہاں دین محمدیؐ کی اصلاح اور مذہب اسلام کی رشدو ہدایت کی خوشبو بکھیرتے ہوئے حرمین شریفین کی

زیارت کیلئے مکہ معظّمہ وارد ہوئے اور حج بیت اللہ سے خود کو مشرف کیا۔

حج بیت اللہ کی زیارت کے بعد حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ قصبہ جیلان گئے اور اپنے خلیرے بہنوئی حضرت سید حسین عبد الغفور سے شرف ملاقات حاصل کیا واضح ہو کہ حضرت سید عبد الرزاق قدس سرہٗ جنکی قبر مبارک کچھوچھہ میں آپ کے پہلو میں پورب طرف واقع ہے، حضرت سید حسین عبد الغفور کے صاحبزادہ ہیں۔ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کچھ دنوں تک جیلان میں اپنے خلیرے بہنوئی حضرت سید حسین عبد الغفور کے مکان پر مہمان کی حیثیت سے رکے اور آپ جب وہاں سے روانہ ہونے لگے تو آپ کے خلیرے بھانجہ حضرت سید ابو الرزاق اپنے والدین سے اجازت لے کر آپ کے ہم سفر بن گئے۔

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ جیلان سے رخصت ہو کر دمشق پہنچے اور وہاں کی جامع مسجد میں رمضان المبارک کی تراویح کی نماز کی امامت کی۔ دمشق میں اس جامع مسجد کے اندر بڑے بڑے صوفیائے کرام اور صلحا و فضلاء نے آپ کی امامت میں نماز ادا کی بعدہ آپ نے ان لوگوں کو ریاضت اور عبادت کرنے کی تاکید فرمائی اور شریعت کی تعلیم دی اسکے بعد آپ مکہ معظّمہ روانہ ہوئے مکہ معظّمہ جب آپ تشریف لے گئے تو آپ کو وہاں راہ معرفت کے علمبر دار حضرت امام عبد اللہ یافعی قدس سرہٗ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ آپ جب تک وہاں رہے انکی مجلس میں برابر شرکت کرتے رہے اور انکے پند و نصیحت کو سنتے رہے آپ حضرت امام عبد اللہ یافعی قدس سرہٗ کے وعظ و تقریر کو بھی بڑی گہرائی سے سماعت فرماتے اور علم و معرفت کے گوہر آبدار کو

اپنی جھولی میں رکھتے جاتے تھے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے بارے میں سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ مکہ معظّمہ میں حضرت مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ کو سلسلہ خلافت ہمدانیہ کے بانی حضرت سید علی ہمدانی سے ملاقات ہوئی تھی۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ انکی صحبت میں کچھ دنوں تک رہے اور انکے ساتھ سیاحت کی۔ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ حضرت سید علی ہمدانی قدس سرہٗ کے ساتھ مصر کے قصبہ جبل الفتح تک گئے قصبہ جبل الفتح کے بے شمار درویشوں سے آپ نے شرف ملاقات حاصل کیا اور ان درویشوں کی روحانی صحبت سے آپ نے استفادہ کر کے انکے فیض سے فیضیاب ہوئے تھے۔

حضرت سید علی ہمدانی قدس سرہٗ سے اجازت لے کر حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ مصر سے روانہ ہوئے اور ملک یمن چلے گئے آپ وہاں کے مشہور و معروف بزرگ حضرت شیخ ابولغیث یمنی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری دی۔ واضح ہو کہ حضرت ابولغیث یمنی قدس سرہٗ نے راہ زنی کو ترک کر کے راہ حق پر گامزن ہوئے تھے۔ یمن روحانیت کا ایک مرکز تھا اور اس وقت وہاں علماء و فضلاء کی ایک جماعت موجود تھی۔ حضرت نظام یمنی قدس سرہٗ یمن میں ہی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کی روحانی مہک سے متاثر ہو کر انکی خدمت بابرکت میں تشریف لائے۔ لطائف اشرفی میں مرقوم ہے کہ یہ ملاقات ۷۵۰ھ میں ہوئی تھی۔ واضح ہو کہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے یمن میں سینکڑوں اللہ والے انسانوں کے سینوں کو اسلام اور دین

محمدیؐ کی روشنی سے تابناک اور اپنے فیوض و برکات سے مالا مال کیا تھا۔ یمن سے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ رخصت ہو کر واپس ہندوستان آئے اور اپنے پیر مرشد حضرت علاء الدین پنڈوی قدس سرہٗ کی قدم بوسی کو پنڈوہ حاضر ہوئے اور کچھ دنوں تک انکی خدمت بابرکت میں منسلک رہے۔

آپ کی کچھوچھہ میں تشریف آوری

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ کی خدمت میں کچھ مدت پنڈوہ میں گزارنے کے بعد جون پور کیلئے رخت سفر باندھا۔ اس مرتبہ آپ جونپور پہنچ کر بھڈوڈ تشریف لائے یہاں قبل سے ہی ملک زادگان کا ایک خاندان آباد تھا اور ملک محمود اس علاقہ کے ایک معزز اور شریف النسب رئیس تھے۔ وہ درویش نواز اور حق پسند تھے۔ ملک محمود حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زانوئے ادب کو طے کیا بعدہٗ ملک محمود نے حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ کو ایک مستقل اقامت کیلئے ایک قطعہ اراضی پیش کیا یہ قطعہ اراضی ایک پرفضا مقام پر واقع تھا۔ حضرت مخدومؒ نے اس خطۂ اراضی کو قبول اور پسند فرمایا ملک محمود نے وہاں ایک خانقاہ بنوائی اور اپنی اولاد کو حضرت مخدوم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت سید مخدوم اشرف نے اس ملک زادے کو شرف بیعت سے مشرف کیا الغرض تین سال کی مدت میں وہ قطعہ اراضی باغ جناں بن گیا۔

حضرت سید مخدوم اشرف نے اس جگہ کا نام روح آباد رکھا اور جو خانقاہ بنائی گئی

تھی اسکا نام کثرت آباد رکھا نیز جو حجرہ شریف آپکی عبادت کیلئے مخصوص تھا اسکا نام وحدت آباد رکھا گیا۔ آج عوام اس سرسبز و شاداب گلشن کو کچھوچھہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

ملک محمود کی محبت اور حضرت سید مخدوم اشرف کی روحانیت نے کچھوچھہ کو لازوال شہرت عطا کی اور حضرت مخدوم نے اسے اشاعت دین اور رشد و ہدایت کا مرکز بنادیا۔

جوگی کمال پنڈت کا قبول اسلام

جب حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ پہلی بار کچھوچھہ تشریف لائے تو اس علاقہ میں ایک جوگی اپنے شعبدوں کیلئے مشہور تھا اور اس وقت کچھوچھہ میں اسکی اہل ہنود میں کافی شہرت اور عزت تھی۔ کچھوچھہ میں وہ آپ کی آمد کی خبر سن کر اپنے تمام چیلوں اور شاگردوں کے ساتھ آپ سے مقابلہ کرنے کے لئے آیا تا کہ وہ آپ کو اس علاقہ سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر سکے لیکن وہ اپنے چیلوں کے ساتھ جونہی آپ کے سامنے آیا اور اسکی نگاہ آپ پر پڑی وہ آپکی روحانی قوت سے ایسا مرعوب ہوا کہ اسکی ساری قوتیں سلب ہو گئیں۔ وہ حضرت مخدومؒ کے قدموں پر گر پڑا اور کلمہ حق پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا حضرت مخدوم نے اس جوگی کا نام ''کمال'' رکھا اور اپنی مریدی میں شامل کرلیا۔

جوگی کمال (پنڈت) حضرت مخدوم کی خدمت میں رہنے لگا چونکہ حضرت مخدوم اشرف کی عزت و توقیر اسکے دل میں جگہ پا چکی تھی حضرت مخدوم کی قربت نے جوگی

کمال کو ایک بلند مقام عنایت کیا۔ اکثر سفر میں کمال پنڈت آپ کے ہمراہ رہتا تھا اور آپ کی صحبت سے وہ دور ہونا نہیں چاہتا تھا اس واقعہ کے بعد کچھوچھہ میں اسلام کی روشنی دور دور تک پھیلنی شروع ہوگئی اور اکثر ہنود آپ کے دربار میں حاضر ہو کر اسلام کے شربت کا جام پینے لگے۔

واقعہ مشہور ہے کہ آپ (حضرت مخدوم اشرف) علاقہ شیرواں گئے اور ایک مسجد میں قیام فرمایا اس وقت آپ کے ہمراہ جوگی کمال (پنڈت) بھی تھے۔ وہاں اسوقت ایسی برف باری ہوئی کہ ٹھنڈک کافی بڑھ گئی۔ ایسے وقت میں جوگی کمال پنڈت کو ضرورت حاجت رفع کی محسوس ہوئی۔ جوگی اسکے لئے ایک میدان کی جانب نکل پڑا جوگی پر برف کا اثر ہوا اور اسکے جسم میں حرکت باقی نہ رہی۔ وہ مفلوج ہو کر رہ گیا۔ حضرت مخدوم اشرف اس وقت مسجد میں وضو فرما رہے تھے یکا یک آپ کو سردی محسوس ہوئی آپ کا بدن موٹے کپڑے اور آگ کی گرمی کے باوجود بھی سردی سے ٹھنڈا رہا۔ وہاں کے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ حضرت کو آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اسکا کیا سبب ہے شاید آپ اپنے کسی دوست کے الم میں رنجیدہ ہیں۔ اب حضرت کے دوست کو تلاش کیا جائے وہاں کے لوگوں نے آپ کے دوست جوگی کمال کو اس وقت موجود نہ پایا۔ وہاں کے لوگ انہیں تلاش کرنے کیلئے باہر میدان کی طرف نکلے تو دیکھا کہ جوگی کمال پنڈت برف سے ڈھکا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے جوگی کمال کو فوراً مسجد میں لایا اور آگ کی گرمی سے انہیں راحت دی کمال پنڈت کو جیسے جیسے گرمی ملتی گئی وہ شفایاب ہوتا گیا۔ حضرت سید مخدوم اشرف کو بھی آرام ہوتا رہا اور طبیعت حضرت مخدوم کی بدستور ٹھیک ہوگئی۔

اس واقعہ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر کو اپنے مرید اور دوست کے دکھ اور درد کا کتنا احساس رہتا تھا۔

جوگی کمال تا حیات آپکی خدمت میں رہا اور آپ کے فیض سے فیضیاب ہوتا رہا۔ جوگی کمال کا انتقال کچھوچھہ میں ہوا اور کچھوچھہ میں ہی سپرد خاک کیا گیا۔ اس کی قبر مبارک کچھوچھہ میں موجود ہے۔ زائرین اس کی قبر مبارک کی زیارت کرتے ہیں اور اسکی عقیدت مندی کا تصور کرتے ہیں کہ اسلام کا جام پی کر وہ کس مقام پر فائز ہوا کہ آج ہر زائرین اسکی قبر مبارک کی زیارت کر رہے ہیں۔

اجودھیا لکھنؤ اور رودلی میں تبلیغ دین

کچھوچھہ میں حضرت سید مخدوم اشرفؒ عوام کو اسلامی جام پلانے کے بعد اجودھیا تشریف لے گئے۔ وہاں اکابرین شہر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف ملاقات حاصل کیا۔ وہیں حضرت شمس الدینؒ نے آپ کی بیعت قبول کی بعدہٗ آپ نے شمس الدین کو خرقۂ خلافت سے سرفراز کیا جو آپ کے خلفاء میں بحیثیت ایک بیش بہا موتی کی طرح شمار کئے گئے آپ نے انکی تعلیم و تربیت فرمائی اور ایودھیا میں انکو تبلیغ دین کیلئے مقرر کیا۔ ایودھیا میں ہی حضرت مخدوم کی مقناطیسی شخصیت سے سدھور کے حضرت شیخ خیر الدین بے حد متاثر ہوئے اور انکے اصرار پر حضرت مخدوم سدھور تشریف لے گئے ۔حضرت مخدوم نے ایودھیا اور سدھور میں اسلام کی خوب اشاعت کی اور عوام کو اسلامی جام پلا کر بے خود کر دیا۔ بعدہٗ حضرت مخدومؒ نے لکھنؤ کا رخ کیا اور لکھنؤ پہنچ کر عوام کو قرآن اور حدیث کی باتیں بتائیں اور فارسی زبان کے شاعر ابوالمظفر محمد کو بیعت کا شربت پلا کر

خلافت کا لباس عطا کیا۔ آپ نے لکھنؤ کے قریب و جوار میں اسلام کی روشنی پھیلا کر پھر ایودھیا واپس آئے اور وہاں ابراہیم مجذوب سے آپ کو ملاقات ہوئی بعدہٗ آپ کچھوچھہ واپس آ گئے۔

روح آباد میں اودھ کا ایک منصبدار سیف خاں آپ سے مرید ہونے کیلئے حاضر ہوا۔ وہ ملازمت ترک کر کے درویشی لباس پہننے کا خواہشمند تھا۔ آپ نے اسے اجازت نہ دی لیکن وہ آپ کا معتقد ہو گیا۔ سیف خاں کے اصرار پر حضرت مخدومؒ نے اودھ میں ایک خانقاہ تعمیر کی آپ کے خلیفہ حضرت شمس الدین اسی خانقاہ میں رہتے تھے۔ آپ کنتور بھی تشریف لے گئے اور شیخ محمود کے مہمان بنے اور سنجول کے رئیس سالار سیف الدین خاں کی دعوت قبول کی وہاں ایک جامع مسجد ہے۔ حضرت مخدوم قیام روح آباد کے دوران اسی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے جایا کرتے تھے۔ حضرت مخدوم نے وہاں کے غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور وہاں کے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے بعدہٗ آپ رودلی کے سفر پر نکلے اور وہاں شیخ صفی الدین کو مرید کیا اور اسکے حق میں دعا فرمائی واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انکے (سیف الدین خاں) خاندان والوں کو عملی زیور سے مالا مال کیا اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی جیسے بزرگ اس خاندان میں پیدا ہوئے۔ اسطرح تبلیغ دین کیلئے حضرت مخدوم رودلی میں چالیس دن تک اقامت پزیر رہے تھے۔

بیت اللہ کی زیارت اور جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام

حضرت سید مخدوم اشرفؒ کچھوچھہ سے بیت اللہ کی زیارت کیلئے کمر بستہ ہوئے پہلے رودلی گئے اور وہاں سے اجودھیا پہنچ کر چند روز حضرت شمس الدین کی خانقاہ

میں ٹھہرے اور انہیں اودھ کے لوگوں کی اصلاح کا کام سپرد کیا بعدۂ مکہ معظمہ کی حج کیلئے مسافرت اختیار کی یہ آپ کا بیرون ملک کا دوسرا سفر تھا۔ مورخین نے حضرت مخدوم کے اس سفر کی مزید تفصیلات قلمبند نہیں کی ہیں۔

حضرت مخدوم اشرف حج بیت اللہ کی تکمیل کے بعد واپس روح آباد (کچھوچھہ) تشریف لائے اور اندرون ملک کے سفر پر آمادہ ہوئے پہلے آپ جنوبی ہند کے ریاست گجرات کے شہر احمد آباد تشریف لے گئے وہاں شیخ الاسلام سے بحث ومباحثہ کے بعد انہیں آپ نے شرف بیعت سے سرفراز فرمایا۔ واضح ہو کہ حضرت مخدوم گجرات میں لوگوں کی رشد وہدایت کیلئے دو سال تک مقیم رہے گجرات کے ہر چہار جانب میں گھوم گھوم کر آپ نے اپنی محبت اور اخلاق سے بندگان خدا کے دلوں پر حکومت کی اور انہیں دائرہ اسلام میں لایا۔ بعدۂ آپ نے انکے گلے میں اپنے بیعت کا طوق پہنایا اور رشد و ہدایت سے صراط مستقیم پر گامزن کیا۔

حضرت سید مخدوم اشرف گجرات میں اپنے تبلیغی اور دعوتی کام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد گلبرگہ تشریف لے گئے اور ۷۷۰ھ میں کچھوچھہ واپس آئے۔ اس سال حضرت مخدوم نے اودھ میں تقریباً دس ہزار لوگوں کو اپنے شرف بیعت سے مشرّف کیا۔

حضرت سید مخدوم اشرف نے اسی زمانہ (۷۷۹ھ) میں بنارس جا کر دعوت اسلام کیلئے ایک عرصہ تک سکونت اختیار کی اور اسلام کے الجھے ہوئے گیسو کو سنوارا۔ بنارس میں آپ نے بیشتر لوگوں کو اسلام کی خوشبو سے معطر کیا۔ حضرت مخدومؒ ۷۸۲ھ میں

بنارس سے کچھوچھہ واپس آئے اور اپنی خانقاہ میں آپ نے بے شمار لوگوں کو اپنی تعلیم و تربیت سے فیضیاب کیا۔۷۸۲ھ کے ہی آخری ایام میں آپ اپنے پیر و مرشد سے ملاقات کیلئے پنڈوہ روانہ ہو گئے حضرت مخدوم اشرف اپنے پیرومرشد سے ملاقات کرنے کے بعد واپسی میں پنڈوہ سے بنارس آئے اور بنارس میں بے شمار لوگوں کو حضرت مخدوم نے ہدایت کی راہ دکھائی بعدہٗ آپ کچھوچھہ واپس آئے اور اسلام کو تقویت دینے میں مصروف ہو گئے۔

فلستین کا سفر اور گجرات و گلبرگہ میں اسلام کی ترویج و اشاعت

۷۹۷ھ میں بنارس میں قیام کے بعد حضرت مخدومؒ کچھوچھہ واپس آئے اور کچھ ہی دن کچھوچھہ میں رکنے کے بعد فلسطین کا سفر درپیش آیا۔ اس سفر میں حضرت مخدوم کے ساتھ آپ کے خلیفہ و مرید حضرت نظام الدین یمنیؒ اور حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار بھی تھے۔ آپ جزائر فلسطین پہونچے وہاں کے انگریز اور عیسائی باشندوں کو آپ نے دعوت اسلام دیکر دائرہ اسلام میں داخل کیا بعدہٗ آپ ہندوستان واپس آئے اور گلبرگہ تشریف لے گئے گلبرگہ میں حضرت مخدومؒ نے حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ کے اشاعت اسلام کے مشن میں شامل ہو کر اس مشن کو تقویت دی واضح ہو کہ حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ آپ کے ہمعصر بزرگ تھے۔

حضرت مخدوم سمنانیؒ گلبرگہ سے گجرات کے قصبہ دمرق پہونچے اور وہاں کافی دنوں تک مقیم رہے۔ حضرت مخدوم نے وہاں اسلام کی خوب نشر و اشاعت کی اور اپنے بیعت و خلافت کے مئے سے وہاں کے لوگوکو شرسار و مخمور کیا۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ اپنے سفر کو جاری رکھتے ہوئے سمر قند میں بادشاہ تیمور لنگ کی فوج کے سردار اور رئیس امیر علی بیگ کے دولت کدہ پر بحیثیت مہمان ٹھہرے اور آپ نے انکو روحانی اور اخلاقی زیور سے آراستہ کیا بعدہٗ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے انہیں ''ابوالمکارم'' کا خطاب بخشا اور انکو سمر قند میں اسلام کی نشر و اشاعت اور تبلیغ دین کا کام سپرد کیا الغرض حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کو جس مقام پر بھی دیندار شخص سے ملاقات ہوئی آپ نے انکی تربیت اور اصلاح کی اور آپ کا یہی موروثی مشن تھا کہ اسلام کی نشر و اشاعت خوب خوب کی جائے اور دین و اسلام کے راستے سے بھٹکے ہوئے انسانوں کی اصلاح کی جائے غرض کہ انہیں مذہب اسلام اور دین محمدیؐ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا دیا جائے یعنی آپ اسی مقصد کے تحت جہاں بھی گئے مردان حق کو تلاش کیا اور انکی اصلاح کی۔

تذکرہ نویشوں نے لکھا ہے کہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے قدم مبارک کو ملک چین کے سرحدی علاقے کو بھی بوسہ لینے کا موقع فراہم ہوا تھا اور وہاں کے ایک امیر شخص نے آپ کی بے حد عزت کی تھی نیز آپ نے اس شخص کو وہاں حلال روزی حاصل کرنے اور ظلم و ستم سے کنارہ کش ہونے کی تعلیم اور دعوت دی تھی۔

اوچہ داغستان، پنڈوہ اور جون پور کا آخری سفر

حضرت سید مخدوم اشرف اسلامی ممالک کے سفر کے بعد اوچ شریف تشریف لائے اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت جہانیاں جہاں گشت کے علم و فضل کے سمندر میں غوطہ لگانے کے بعد داغستاں کا

سفر شروع کیا اور وہاں پہونچ کر ترک اور ازبک قوم کو آپ نے اپنے بیعت کا سہرا باندھا۔ بادشاہ تیمورلنگ نے اظہار عقیدت کیلئے کچھ لوگوں کو آپ کے پاس بھیجا ۔حضرت مخدوم نے ان لوگوں کی اصلاح اور تربیت کر کے دنیا کے دیگر خطوں میں اسلام کی نشر واشاعت کیلئے روانہ کیا۔ واضح ہو کہ آپ دہلی میں اس زمانہ میں حاضر تھے جب کہ تیمورلنگ ہندوستان پر حملہ آور ہوا تھا یہ شاہان تغلق کے زوال (۸۰۰ھ) کا زمانہ تھا بعدہٗ آپ پنڈوہ اپنے پیر و مرشد علاء الحقؒ کے دیار تشریف لے گئے اور آپ پیر و مرشد کے جاں بحق ہونے کے بعد قطب عالم پنڈوی کی تقریب جانشینی میں (۸۰۰ھ میں) شریک ہوئے۔

حضرت سید مخدوم اشرف پنڈوہ سے جونپور ۸۰۴ھ میں واپس آئے وہاں اودھ کے سلطان ابراہیم شرقی کی حکومت تھی آپ نے جونپور کی شاہی مسجد میں قیام فرمایا۔ واضح ہو کہ سلطان کو تبلیغ اسلام کا بہت خیال تھا اور وہ فقراء اور درویشوں کا قدرداں تھا۔غرض کہ جونپور اس زمانہ میں علماء اور مفکرین اسلام کا گڈھ تھا اور شیراز ہند کے لقب سے جانا جاتا تھا۔ سلطان ابراہیم شرقی حضرت جہانیاں جہاں گشت کا مرید تھا۔اس مرتبہ کی ملاقات میں جونپور میں آپ نے قاضی شہاب الدینؒ کی جملہ تصانیف کی اصلاح فرمائی۔ بعدہٗ آپ نے جونپور کو اسلامی رنگ میں رنگنے کی کوشش کی اور بہت حد تک آپ اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہوئے۔
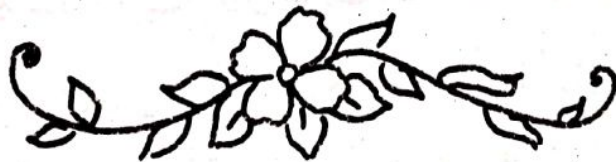
روم کا سفر بیت المقدس کی زیارت اور کوہ طور پر ابلیس لعین سے ملاقات

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے ہندوستان کے شمالی اور جنوبی خطہ کو اپنے فیوض اور برکات سے سیراب کرنے کے بعد وسط ایشا کا سفر کیا۔ آپ روم تشریف لے گئے وہاں کے امراء و اکابر کو جو مغرور تھے اور جنکو خدا نے توفیق عمل نہ دی تھی انکو حضرت نے تنبیہ فرمائی اور انکے کردار کی اصلاح کی بعدہٗ آپ بیعت المقدس پہنچ کر انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کوہ طور پر بھی تشریف لے گئے تھے اور وہاں شیطان لعین سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی واضح ہو کہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر کو دمشق کی جامع مسجد میں قاضی زادہ رومی اور مخدوم زادہ مولانا روم قدس سرہٗ سے بھی ملنے کا موقع فراہم ہوا تھا۔

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ روم سے روانہ ہو کر فارس پہنچے اور شیراز میں آپ نے فارسی زبان کے مشہور و معروف شاعر حضرت حافظ شیرازی سے شرف ملاقات حاصل کیا، نیز آپ نے انکی صحبت اور معرفت آمیز اشعار سے بھی استفادہ کیا بعدہٗ حضرت اشرف شیراز سے اپنے آبائی وطن سمنان آئے اسوقت آپکی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی تخت سلطنت پر جلوہ افروز تھے۔

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ سمنان میں کچھ دنوں تک اقامت پزیر رہے بعدہٗ آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور آپ قصبہ ماورالنہر تشریف لائے۔ آپ ماورالنہر میں حضرت خواجہ احمد بسوی کی خانقاہ میں حضرت خواجہ کے سجادہ نشین سے ملے اور انکی روحانی صحبت سے استفادہ کیا۔

ایک ایک لمحہ اوراد و وظائف، فرائض و سنن اور نوافل سے خوشبودار تھا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ جو اپنے اوراد و وظائف پر فخر کرتا ہے وہ ملعون ہے۔

حضرت مخدوم اشرف اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے کہ محنت و مشقت کر کے حلال روزی حاصل کرو آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ بھوکے رہنے سے کوئی شخص بزرگ کامل نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہندوستان کے تمام جوگی قطب الاقطاب بن جاتے حضرت خود اس پر عمل کرتے تھے اور مریدوں کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت مخدوم اشرف نے ہندوستان کے جن اولیائے کرام کو معتبر اور لائق سمجھا ان میں شیخ علاؤالحق پنڈوی، سلطان نظام الدین، شیخ فرید الدین گنج شکر، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ معین الدین سنجری اور شیخ داتا گنج بخش لاہوری ہیں۔ آپ نے ان بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہوکر فیوض و برکات حاصل کیا اور آپ مرتبۂ کمال پر پہونچے حضرت اشرفؒ نے اپنے زمانہ کے گمراہ لوگوں اور شریعت سے انکار کرنے والوں کی اصلاح کی اور انکی گمراہی کو دور فرمایا۔ آپ عوام میں شہرت اور مقبولیت کے حامی نہیں تھے۔ حضرت مخدوم کو حافظ شیرازی کا ذیل کی شعر بہت پسند تھا۔

نگاہ من کہ بمکتب نہ رفت و خط ننوشت

بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

آپ نے اپنے مکتوبات میں اس شعر کو جگہ جگہ تحریر فرمایا ہے۔ آپ نام نمود اور شہرت سے کنارہ کش رہے اور یہی پہچان آپ نے بزرگوں کی بتائی اور کہا بزرگوں کی صحبت میں دل کا جذبہ اللہ کی طرف ہونا چاہئے حضرت نے کبھی مال و دولت جمع نہیں کیا

اور اکثر مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ اگر مال و دولت پاس آئے تو اسے دوسروں کو بخش دے خود جمع نہ کرے اور اپنی حلال روزی اپنے قوت بازو سے حاصل کرے یہی تو ایک مومن کی شان ہے حضرت **مخدوم** نے کبھی اپنے مریدوں سے یہ نہیں کہا کہ جنگل جا کر عبادت کرو اور بھوکے رہو بلکہ محنت کر کے روزی حاصل کرنے کا سبق دیا تھا۔ حضرت مخدوم امیروں کو جھڑکتے نہیں تھے بلکہ انکی فریاد سنتے تھے اور دعا گو ہوتے تھے۔ بلکہ حضرت نے بذات خود امراء و حکام کی اصلاح کیلئے ان سے روابط قائم کئے۔

حضرت مخدوم مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ اگر کسی کو نصیحت کرو تو نرمی سے کرو تا کہ با اثر ہو۔ حضرت مخدوم اپنے وجود کی ظلمت کو ختم کر کے معرفت کے بلند ترین منزل تک پہونچے تھے اور یہی تعلیم اکثر اپنے مریدوں کو دیتے تھے۔ حضرت مخدوم نے قرآن پاک کا گہرائی سے مطالعہ کیا تھا اسکا ثبوت یہ ملتا ہے کہ اکثر مکتوبات میں قرآن پاک کی آیت لکھ لکھ کر اسکی تشریح کی گئی ہے اور اس پر اپنے مریدوں کو عمل کرنے کی تلقین کی ہے آپ کہا کرتے تھے کہ اللہ والوں سے ملا کرو تا کہ صحیح راستہ پاؤ حضرت مخدوم کی محنت اور کوشش سے بہار، بنگال، یو پی، گجرات، مالوہ اور دکن سے لے کر اسلامی ملکوں تک شہر شہر قصبہ قصبہ میں اسلام کی اشاعت اور حفاظت کے حلقے وجود میں آئے اور انکی جدوجہد سے کروڑوں بے دین لوگ اسلام کی آغوش میں پرورش پائے۔

حضرت مخدوم اشرفؒ اکثر مریدوں کو قرآن مجید کی ان آیت پر عمل کرنے کی تاکید کرتے تھے جسکا اردو ترجمہ یہ ہے کہ ''جو اپنے رب سے قربت چاہتا ہے اسے صالح عمل کرنا چاہئے'' حضرت مخدوم خود بھی عمل کے پیکر تھے اور مریدوں کو بھی اسکی تلقین

کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ دین کے ایک مسئلہ کو جاننا ہزار رکعتوں سے بہتر ہے۔ علم کے ساتھ آپ عمل کی بھی تاکید کرتے تھے۔

بے شک حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیرؒ کو اللہ تعالیٰ نے دولت علم و عمل کے ساتھ ساتھ ذہانت اور عقل بھی بے مثال عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ رودولی کے ایک ممتاز بزرگ کریم الدین نے فرمایا ہے کہ ''حضرت اشرف جہانگیرؒ ایک ایسے شہباز ہیں جس کے کونین دو بازو ہیں اور آپ وہ دریا ہیں جسکا کوئی کنارہ نہیں۔

یوم عاشورہ کی عظمت

- اللہ تعالیٰ آسمان، زمین، لوح و قلم اور آدم و حوا کو عاشورہ کے دن تخلیق فرمایا۔
- حضرت آدم علیہ اسلام کو اسی دن برگزیدہ کیا گیا۔
- حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو اسی دن جودی پہاڑ پر قرار دیا گیا (کشتی ایک ہزار ہاتھ لمبی تھی اور انبیاء کرام اور خلفا راشدین کے نام کے تختے اس میں نصب تھے)
- حضرت ادریس علیہ السلام کو اسی دن مکان علیا کی طرف اٹھایا گیا۔
- حضرت داؤد علیہ السلام پر اسی دن تمغہ مغفرت سجایا گیا۔
- حضرت سلیمان علیہ السلام کو اسی دن دوبارہ حکمرانی و سلطانی پر فائز کیا گیا۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی دن خلیل بنایا گیا۔
- حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آسمان پر عاشورہ کو روز کیا گیا۔
- عاشورہ کے دن قیامت قائم ہوگی۔

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی نے اپنی کتاب ''روحانی حکایات'' مین ایک واقعہ کتاب تذکرہ مخدوم کے صفحہ ۳۳ سے نقل کیا ہے کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ سیروسیاست فرماتے ہوئے چین کی سرحد کے قریب ایک قصبہ میں کسی امیر کے مہمان ہوئے امیر نے بغرض امتحان دومرغ مسلم تیار کرائے ایک حلال کمائی اور دوسرا حرام کمائی کا اور تمام کھانوں کے ساتھ دونوں مرغ بھی دسترخوان پر رکھے گئے لیکن آپ ہر کھانے میں سے تناول فرماتے رہے مگر مرغ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ امیر کے اصرار پر آپ نے حلال کمائی کا مرغ مسلم اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا اور حرام کمائی والا مرغ مسلم امیر کی طرف بڑھا دیا اور فرمایا کہ درویش صرف لقمہ حلال کھاتے ہیں۔ امیر اس واقعہ سے اپنے دل میں بہت نادم ہوا۔ واضح ہو کہ اللہ والوں کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی وہ انسانوں کے دل میں چھپے ہوئے خیالات کو بھی دیکھ لیا کرتے ہیں مندرجہ بالا واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ کو اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ بصیرت اور قلبی بینائی کی روشنی بھی عطا کی تھی۔ بیشک آپ روحانیت کے ایک بلند مقام پر فائز تھے۔

قصہ نورالعین کی بلی کا

حضرت مخدوم اشرف سے ایک شخص ملنے آیا آپ اس وقت اپنے حجرہ خاص میں تھے۔ اس شخص کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر حضرت مخدوم واقعی بزرگ ہیں تو انکا اثر جانوروں پر بھی ہونا چاہئے اسی وقت نورالعین کی ایک بلی آپ کے حجرہ کی چوکھٹ پر آ کر اپنے سر کو چوکھٹ پر رکھ دیا۔ آپ عبادت کے بعد جب حجرہ سے نکلے تو دیکھا کہ بلی

اس وقت چوکھٹ پر سر رکھے پڑی ہے وہ شخص حضرت مخدوم کی یہ کرامت دیکھ کر دنگ رہ گیا اور مشرف بہ اسلام ہوا واضح ہو کہ حضرت مخدوم کی نگاہ تصرف سے بلی ولی صفت بن گئی اور وہ مطبخ میں رہتی تھی جس دن جتنے مہمان آپ سے ملنے آتے تھے اتنی ہی بار وہ میاؤں میاؤں بولتی تھی۔ واقعہ مشہور ہے کہ ایک بار مہمان کیلئے مطبخ میں دودھ آیا اور اسے اُبالا جارہا تھا اسی وقت اتفاقاً ایک زہریلا سانپ اس دودھ میں گر گیا۔ بلی نے اسے دیکھ لیا تھا۔ آخر کار بلی نے اس کھولتے دودھ میں کود کر اپنی جان دے دی۔ جب دودھ کو پھینکا گیا تو اس میں سے ایک زہریلے سانپ کی لاش برآمد ہوئی حضرت نے فرمایا کہ بلی نے سبھوں کی جان بچائی اسلئے اس کی لاش کو کہیں اونچے ٹیلہ پر دفن کردو۔ آج بھی بلی کے دفن کی جگہ پر آسیب زدوں کی حاضری ہوتی ہے اور وہ آسیب زدہ کہتا ہے بلی نوچ رہی ہے۔

آپ کا وصال

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے وسط ایشیا اور برصغیر (خصوصاً عراق، فلسطین اور ہندوستان وغیرہ ہم ممالک) کو اسلام اور دین حق کی روشنی سے منور اور تابناک کرنے کے بعد اپنی زندگی کے آخری حصہ کو کچھوچھہ (روح آباد) میں گذارا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک لمبی عمر دی اور آپ نے اسکے ایک ایک لمحہ کو عبادت وریاضت اور دین حق کو پھیلانے میں صرف کیا۔ آپ کے قلب میں بس یہی آرزو تھی کہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام اور دین محمدی کا بول بالا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے مشرق ومغرب کی خاک چھانی آپ ہر جگہ جا کر اہل حق کے دل کو ٹٹولا اور انہیں حق

کی عبادت اور خلق کی خدمت کیلئے جھنجھوڑا۔ آپ نے ہر سوئے ہوئے قلب کو بیدار کیا اور ایمان ویقین کی حرارت اور روشنی سے روشن کرنے کی سعیٔ کی۔

آخر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ یہ روحانیت کا آفتاب جو کبھی سمنان میں طلوع ہوا تھا اب ہندوستان میں غروب ہو جائے ۸۰۸ھ میں آپ کی عمر سو سال پوری ہو چکی تھی ماہ محرم کا چاند دیکھ کر آپ نے اپنے احباب واصحاب سے فرمایا کہ یہ مہینہ ہمارے جد امجد حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا مہینہ ہے۔ یوم عاشورہ کے دن آپ کی طبیعت خراب ہوئی او سنبھل گئی مریدین اور آشنا حضرات عیادت کو آئے اور لوگوں نے آپکی صحت کی دعا کی تا کہ آپ کی زندگی باقی رہے۔ بعدہٗ اکثر آپ پر غشی کی حالت رہنے لگی بیس محرم کی تاریخ سے تیس محرم تک قرب وجوار کے بیشمار خیر خواہ حضرات آئے اور آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہوئے ستائسویں محرم کو نماز فجر کی امامت آپ نہ کر سکے ۲۸ محرم کو تبرکات منگا کر حضرت عبدالرزاق الملقب بہ نورالعین کے حوالہ کیا پھر حاضرین کو نصیحت فرمائی کہ میری رحلت پر غم نہ کرنا۔ ظہر کی نماز کیلئے حضرت عبدالرزاق قدس سرہٗ کو امام مقرر کیا بعدہٗ ایران، عراق فلسطین، حجاز، ترکستان اور ماوراءالنہر میں روشی پھیلانے والا روحانیت کا یہ آفتاب ہندوستان کے کچھوچھہ میں غروب ہو گیا۔

آپ کے وصال کے وقت آپ کے مریدین اور خلفاء کی جماعت موجود تھی جن میں حضرت نورالعینؒ، شیخ نجم الدین اصفہانیؒ شیخ محمد دریتیمؒ، خواجہ ابوالمکارمؒ، شیخ احمد ابوالوفا خوارزیؒ، شیخ عبدالسلام مارہروی، شیخ ابوالواصل، شیخ معروف دہلویؒ، شیخ عبد الرحمٰن خجندیؒ، شیخ ابوسعید خوارزیؒ، ملک الامراء ملک محمودؒ اور شیخ شمس الدین اودھی وغیرہ

ہم حضرات قابل ذکر ہیں۔

حضرت نور العینؒ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور آپ کو وصیت کے مطابق کچھوچھہ میں اس جگہ سپرد خاک کیا گیا جہاں آپ کا روضۂ منورہ موجود ہے آج بھی آپ کا روضۂ منورہ گنبد نما ایک ٹیلہ پر واقع ہے جس کے تین طرف نیر شریف کا پانی آسیب زدہ اور مریض کیلئے آب شفا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام شاہی بھاگلپوری نے کیا خوب کہا ہے۔

در ہے یہ ترا جیسے شفاخانۂ رحمت
ہر مرض کے انسان کو ملتی ہے دوا روز

حضرت ابو مصطفیٰ آعظمی اپنی کتاب ''روحانی حکایات'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ بزرگان دین کی قبروں کی زیارت سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں اُن کے آستانوں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ مرادیں ملتی ہیں اور دین و دنیا کی برکتیں حاصل ہوتی ہیں بلکہ یہ سلف صالحین کے طریق عمل کے مطابق ہے مشہور محدث ابوعلی خلال کہتے ہیں کہ جب مجھکو کوئی مشکل پیش آتی تو میں حضرت موسیٰ کاظم کی قبر مبارک پر حاضر ہوکر انکے توسل سے دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ میری مراد برلاتا۔

فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ''روالمختار'' جلد۔ا صفحہ۔۶۰۴، پر تحریر ہے کہ اولیاء اللہ خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں مختلف درجہ رکھتے ہیں اور زیارت کرنے والوں کو اپنے معارف واسرار کے لحاظ سے فائدہ پہنچاتے ہیں

اسی طرح حضرت خطیب بغدادی نے حضرت شیخ معروف کرخیؒ کی قبر مبارک

حضرت شیخ معروف کرخیؒ کی قبر مبارک حاجتیں پوری کرنے کیلئے
کے بارے میں فرمایا کہ جو کوئی ایک سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر انکی قبر مبارک کے پاس دعا
مجرب ہے چنانچہ جو کوئی ایک سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر انکی قبر مبارک کے پاس دعا
مانگے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ (تاریخ بغداد للخطیب)

اس سلسلہ میں حضرت امام شافعی کا قول بھی ہے کہ بلا شبہ میں امام اعظم حضرت ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ اُن کی قبر مبارک کی زیارت کیلئے جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھ کر انکی قبر کے پاس رب العزت سے اپنی حاجت کی دعا کرتا ہوں تو میری حاجت پوری ہونے میں دیر نہیں لگتی۔

واضح ہو کہ اوپر کے بیانات کے مطابق حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ کی قبر مبارک بھی حاجت روائی کیلئے مجرب ہے۔ بیشتر عقیدت مندوں کا کہنا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر آپ کے توسل سے مانگی جانے والی دعائیں قبولیت کو پہنچتی ہیں بیشک آپ کا دربار ایک بڑا دربار ہے جہاں روزانہ سینکڑوں عقیدت مند حاضر ہوتے ہیں اور اپنی اپنی مرادوں کو پاتے ہیں۔ راقم بھی آپ کے مزار شریف پر کئی بار حاضر ہوا ہے اور دلی مراد پائی ہے۔ اسلام شاہی کہتے ہیں۔

ہوتی ہے صبح وشام یہاں نور کی بارش
لگتا ہے یہ بارش میں ترا گھر بہت اچھا

قرآن و حدیث کی روشنی میں صالحین، بزرگان دین اور اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے دوست اور رفیق کہلاتے ہیں۔ اس نظریہ کے تحت حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ بھی اللہ تعالیٰ کے مجرب بندوں اور دوستوں میں سے ایک سچے دوست

ہیں جنکی پہچان آج کچھوچھہ میں دیکھنے کو ملتی ہے جو آپ کے وصال کے بعد مرقد انور پر لوگوں کا ہجوم اُمنڈتا ہوا ہر روز دیکھنے کو ملتا ہے۔

اب راقم آخر میں اس بات پر بھی روشنی ڈالنا مناسب سمجھتا ہے کہ زائرین کو کس طرح بزرگان دین کی قبروں کی زیارت کرنی چاہیے اور وہاں کس طرح دعا مانگنی چاہئے۔اس سلسلہ میں سلف صالحین نے زیارت قبور بزرگان دین اور دعا کے دو طریقے بتائے ہیں، جسکا ذکر اکثر کتابوں میں آتا ہے۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کا محتاج اور فقیر ہے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے لہٰذا اپنی دعا میں صاحب مزار کی روحانیت، بزرگی اور اسکی خدمات جلیلہ کا وسیلہ پیش کرے اور حق تعالیٰ سے مانگے اور یہ عرض کرے:

''اے میرے مولا! اس صاحب مزار کی برکت سے اور اس رحمت وعنایت کے صدقے جو تو نے اس صاحب مزار پر کی ہے اور اسے عظمت و بزرگی عطا فرمائی ہے۔ میری فلاں حاجت کو پورا فرما کیونکہ حقیقی عطا کرنے والا اور مرادیں پوری کرنے والا تو ہے'' اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دعا مانگنے والا صاحب مزار کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہے:

''اے رب تعالیٰ کے مقبول بندے! میری فلاں مراد رب تعالیٰ سے طلب کیجئے۔رب تعالیٰ مجھے میری مطلوب شئے عطا کردے''

اس طرح بھی سوال رب تعالیٰ ہی سے کیا جاتا ہے۔کیونکہ حقیقی مشکل کشا وہی ذات ہے۔ لیکن یہ اسلوب اختیار کرنا بطریق مجاز ہے۔ جس کے تحت صاحب قبر کو بطور وسیلہ پیش کیا جاتا ہے۔(ماہنامہ ''بطحا'' حیدر آباد جلد ۵ شمارہ ۳۰۵)

واضح ہو کہ جب حضرت امام احمد رضا محدث بریلویؒ سے مزارات پر فاتحہ کے طریقہ کے متعلق پوچھا گیا کہ بزرگوں کے مزارات پر جائیں تو فاتحہ کس طرح سے پڑھیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مزارات شریف پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے حاضر ہوں اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہ میں کھڑے ہوں اور متوسط آواز میں مودبانہ سلام کریں ختم وغیرہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ الٰہی اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نزر پہنچا پھر اپنا جو مطلب جائز اور شرعی ہوا سکے لئے دعا کریں اور صاحب مزار کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دیں۔ پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئیں۔ (احمد رضا خاں فتویٰ رضویہ ۲۱۲۴)

دین کے شریک بھائیو! جب بھی آپ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ کی قبر مبارک پر جائیں تو مندرجہ بالا طریقوں پر عمل پیرا ہو کر انکی قبر مبارک کی زیارت کریں نیز اُوپر بتائے گئے اصول کے مطابق فاتحہ خوانی کریں اور اپنے حصول مقصد کی دعاؤں میں غرق ومصروف رہیں انشاءاللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول فرمائیں گے اور اسطرح آپ کو اپنے مقصدوں میں کامیابی اور کامرانی عطا ہوگی۔

آپ کے کرامات

حضرت سید اشرف جہانگیرؒ کے کرامات سینہ بہ سینہ عوام میں مشہور رہے ہیں اسلئے ان کو غلط سمجھ کر اس مادیت کے دور میں بھلا دینا مناسب نہیں۔ حضرت فخر الدین اشرف نے بھی اپنی کتاب ’’کرامات مخدوم اشرف‘‘ میں حضرت کی چند کرامات کا ذکر کیا

ہے۔ راقم انہی چند کرامات کو ذیل میں قلم بند کرتا ہے تا کہ قارئین اس کے مطالعہ سے حضرت کی روحانی طاقت کا اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیسی روحانی طاقت عطا کی تھی۔

واقعہ مشہور ہے کہ ایک بار نورالعین کیمیا بنانے کے شوق میں ایک کیمیا گر کے ساتھ روح آباد کے جنگل کی طرف نکل گئے تھے۔ حضرت مخدوم اشرف نے اپنے خادم کو بلا کر نورالعین کے بارے میں دریافت کیا تو خادم نے بتایا کہ ایک کیمیا گر کے ساتھ روح آباد کے جنگل کی طرف نکل گئے ہیں۔ حضرت مخدوم ااشرف نے نورالعین کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہاں گئے تھے جواب میں نورالعین نے کہا کہ کیمیا کے شوق میں ایک کیمیا گر کے ساتھ روح آباد کے جنگل گیا تھا، یہ سن کر آپ نے تھوڑی مٹی اپنی مٹھی میں لی اور پھر اس پر تصرف کی نظر ڈالی اور مٹھی کھول کر نورالعین سے پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہے۔ نورالعین نے جواب دیا کہ سونا ہے۔ آپ نے نورالعین سے فرمایا ایسی کشش اور ایسی خوبی اپنے میں پیدا کرو کہ جس چیز پر نظر ڈالو وہ سونا بن جائے۔

چوروں کی ایک جماعت حضرت شیخ چراغ ہند کی خدمت میں پہنچی اور سبھوں نے حضرت چراغ ہند سے مرید ہونے کی درخواست پیش کی۔ حضرت شیخ چراغ ہند نے ان چوروں کو اپنے حلقۂ ارادات میں داخل کرنے سے انکار کیا بعدہٗ چوروں کی وہ جماعت حضرت مخدوم اشرف کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ حضرت مخدوم اشرف یکے بعد دیگرے ان چوروں کے ہاتھ پر اپنا دست حق رکھتے تھے اور چوروں کے پورے جسم میں سنسنی دوڑ جاتی تھی اور وہ کپکپانے لگتے تھے۔ اسطرح پوری جماعت کے افراد دولت ایمان سے مالا مال

ہوئے اور بیعت کے بعد اولیائے کاملین میں شمار ہوئے۔

❀ حضرت مخدوم اشرف موضع سجھولی کی مسجد میں اکثر نماز جمعہ پڑھنے جایا کرتے تھے۔ موضع سجھولی اکبر پور اور لور پور کے درمیان واقع ہے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ سجھولی جارہے تھے راستے میں کچھ لوگ ایک لڑکا کو کپڑے میں لپیٹ کر لائے اور آپ سے فرمایا کہ بابا اس میت کی نماز پڑھا دیجئے حضرت مخدوم نے لوگوں سے کہا کہ فقیروں سے مذاق نہ کیا کرو لیکن وہ لوگ بضد ہو گئے کہ نماز پڑھا دیجئے آپ نے جنازہ کی نماز پڑھا دی لوگوں نے تو یہ سوچا تھا کہ بابا جب نماز کی نیت باندھیں گے تو لڑکا اٹھ کر بھاگ جائے گا اور بابا کا مذاق اُڑائیں گے لیکن معاملہ اسکے خلاف رہا اور نماز ختم ہونے پر لوگوں نے دیکھا کہ وہ لڑکا مر چکا تھا۔ اس طرح ان لوگوں کو انکے کئے کی سزا مل گئی اور حضرت مخدوم یہ کہتے ہوئے اپنی راہ لی کہ یہاں کے لوگ جوان ہی مریں گے۔ چنانچہ وہاں کے لوگ جوان ہی مرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے اس گاؤں کو چھوڑ کر نئی بستی آباد کی اور وہ بستی داماد کی نسل سے قائم ہوئی واضح ہو کہ وہاں آج بھی کھنڈرات موجود ہیں جو گذرے زمانہ کی داستان سنا رہے ہیں۔

❀ ایک دفعہ حضرت مخدوم اشرف اپنے اصحاب کے ساتھ سجھولی جارہے تھے۔ جب آپ موضع کرینی (جو موضع جلال پور اور کچھوچھہ کے درمیان میں واقع ہے) پہنچے تو چرواہے سے آپ نے سجھولی کا راستہ دریافت کیا۔ چرواہے نے آپ کو مذاقاً غلط راستہ بتا دیا جس راستہ میں ایک تالاب پڑتا تھا۔ آپ روانہ ہوئے اور جب تالاب کے نزدیک پہنچے تو کوئی دیگر راستہ نظر نہ آیا آپ اللہ کا نام لے کر اپنے تمام اصحابوں کے

ساتھ تالاب میں اُتر گئے بفضل خدا آپ اس پار پہونچ گئے اور چرواہے آپ کی یہ کرامت دیکھ کر ششدر اور حیران رہ گئے تھے۔

❀ بلخ کی ایک جامع مسجد میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ چند درویشوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک حضرت مخدوم نے اپنا عصا اُٹھایا اور غصہ اور جلال کی حالت میں مسجد کی دیوار پر کئی ضرب لگایا اس حرکت سے آپکی خدمت میں بیٹھے ہوئے درویشوں کو حیرت ہوئی جب حضرت سے جلال کو کیفیت فرو ہوگئی تو خدمت میں بیٹھے نورالعین نے جلال کا سبب آپ سے دریافت کیا تو حضرت مخدوم نے فرمایا کہ موصل کے میدان میں دریا کے کنارے جنگ ہورہی تھی اور اس جنگ میں میرا ایک رومی مرید شریک لشکر تھا۔ اس مرید نے مجھ سے مدد طلب کی تھی اسلئے مجھ کو اسکی دستگیری کرنا پڑی اللہ تعالیٰ نے میرے اس مرید کے لشکر میں شامل رہنے پر اس لشکر کو فتح دی اور دشمن کے سوسوار اس جنگ میں کام آئے۔

❀ ایک دفعہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سیلان کے خطرناک جنگلی راستہ سے گذر رہے تھے لوگوں نے آپ کو بتایا کہ اس جنگلی راستہ میں بے شمار سانپ، بچھو اور اژدہے ہیں اسلئے آپ اس راستہ سے نہ جائیں۔ آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس خطرناک جنگل سے گذر جاؤں گا اور آپ اسی راستہ میں چلنے لگے۔ آپ نے کچھ دور چلنے پر دیکھا کہ ایک بڑا اژدہا سامنے ہے آپ خوف زدہ ہوگئے لہٰذا آپ نے اپنے عصا سے اسکی طرف اشارہ کیا ایک شیر ظاہر ہوا اور اس اژدہا کو نگل گیا آپ کے ساتھ قافلہ میں منکران تصوف بھی تھے انہوں نے آپکی یہ کرامت دیکھ کر کہا۔

کہ حضرت جادوگر ہیں۔ جب یہ بات حضرت نے سنی تو فرمایا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سحر کی تہمت لگائی گئی تھی اسلئے مجھے کیسے معاف کرتے میں تو نبی کا ایک متبع ہوں۔

اسلام شاہی بھاگلپوری نے کہا ہے:

ہم نے تو ترے در کی یہ دیکھی ہے کرامت
مقبول ہوا کرتی ہے زائر کی دعا روز

آپ کی تصنیف وتخلیق

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ روحانی حیثیت سے تو ایک بلند پایہ بزرگ تھے ہی بلکہ علمی حیثیت سے بھی آپ کا درجہ بلند و بالا تھا۔ آپ علوم ظاہری و باطنی میں ایک عمیق دریا کے مثل تھے۔ آپ نے سیر سیاحت کے دوران عراق، عجم، عرب، فلسطین، بخارا داغستان، روم اور شام وغیرہ ملکوں کا سفر کیا اور ان ملکوں کے اکابر علماؑ وفضلاء کی صحبت سے استفادہ کرنے کا بھی موقع آپ کو فراہم ہوا۔

حضرت سید مخدوم قدس سرہٗ جہاں بھی گئے وہاں کے فضلا وصلحاء نے آپ کو منطقی بحثوں میں الجھایا وہ علماء الفاظ و اصطلاحات کے معنی و مفہوم پر بحث کرتے تھے لیکن آپ ان لوگوں کو مناسب جوابات دیتے اور سمجھاتے۔ اکثر علماء آپ سے سوالات کرتے تھے اور آپ انہیں تسفی بخش جوابات سے انکی زبان کو خاموش کرتے تھے۔ اسطرح اگر ان سولات اور جوابات کو جمع کیا جاتا تو کئی ضخیم کتابیں تیار ہوسکتیں تھیں لیکن یہ تحریری شکل میں نہ ہوسکا۔

حضرت سید مخدوم سمنانی کے ارشادات و تعلیمات کا ایک بڑا ذخیرہ آپ کے فارسی مکتوبات اور آپ کے خلیفہ نظام یمنیؒ کی تالیف ''لطائف اشرفی'' کی شکل میں محفوظ و موجود ہے۔

حضرت سید مخدوم سمنانی نے ایک کتاب خلفائے راشدین پر تصنیف کی جسکا نام ''بشارت المریدن'' ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کے سلسلے میں یہ بات مشہور ہے کہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے جام اجل کے پینے سے پہلے ایک قبر میں جا کر ایک شبانہ روز قیام فرمایا تھا۔ اور جو جو کیفیات آپ پر گزری تھیں آپ نے اس کیفیات کو قلمبند کیا اور اس رسالہ کا نام ''بشارت المریدین'' رکھا۔ یہ کتاب علمی ذوق کی آئینہ دار اور آپ کی علمی یادگار ہے۔

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ فارسی زبان کے شاعر بھی تھے۔ جب حضرت مخدوم سمنانی قدس سرہٗ کو پیر و مرشد حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ نے ''جہانگیر'' کا لقب عنایت فرمایا تو آپ نے اسکی تصدیق اس قطعہ کے ذریعہ کی جو ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

مرا از حضرت پیر جہاں بخش

خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر

کنوں گیرم جہانِ معنوی را

کہ فرماں آمد از شاہم جہانگیر

واضح ہو کہ آپ کے فارسی اشعار کا کوئی مجموعہ موجود نہیں ہے اگر ہے تو وہ پردۂ

خفا میں ہے ویسے متفرقات اشعار جابجا کتابوں میں درج ملتے ہیں۔غرض کہ آپ مؤلف اور شاعر دونوں ادب میں کامل اور دسترس رکھتے تھے۔

پہلی بار جب مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ پنڈوہ وارد ہوئے اور اپنے پیرو مرشد حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ کو مع ممتاز اصحاب کے شہر کے باہر استقبال کیلئے موجود پایا تو اس وقت حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے یہ شعر نکلا تھا جو ذیل میں رقم کیا جاتا ہے۔

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے

برامیدے رسد امیدوارے

المختصر حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ سیر وسیاحت کے دوران شیراز بھی تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے فارسی زبان کے مشہور ومعروف شاعر حافظ شیرازی سے ملاقات کا شرف حاصل کیا نیز انکی صحبت سے مستفیض بھی ہوئے۔آپ معرفت آمیز شعر وادب کے دلدادہ تھے۔آپکی زبان سے موقع بہ موقع برجستہ شعر نکل پڑتے تھے اس طرح کے اشعار جابجا ''مکتوبات اشرف'' اور نظام یمنی (آپ کے خلیفہ) کی تالیف ''لطائف اشرفی''میں ملتے ہیں۔

حضرت مولانا سید شاہ فخر الدین اشرف سجادہ نشین خانقاہ حضرت سید اشرف جہانگیرؒ نے اپنی کتاب ''کرامات مخدوم اشرف''میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت سید اشرف جہانگیرؒ گجرات میں تبلیغ دین کیلئے اقامت پذیر تھے اور اسلام کی نشر واشاعت میں

مصروف رہے تو وہاں کافی لوگ مسلمان ہوئے اور راہ راست پر آئے اسلئے انکی ہدایت کیلئے حضرت مخدوم اشرف نے ایک کتاب بنام ''اشرف الفوائد'' قلمبند کیا تھا۔ واضح ہو کہ حضرت مخدوم اشرف گجرات میں تقریباً دو سال تک مقیم رہے تھے۔ آج بھی حضرت مخدوم اشرف کی تالیفات مسلمانوں کیلئے رہنمائی کا کام کرتی ہیں۔

ارشادات وتعلیمات

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ علم وفضل کے باغ کے ایک خوشنما پھول تھے۔ رب العزت نے آپ کی زبان میں اثر دیا تھا آپ کے کلام پر بڑے بڑے مجمع میں سامعین کا دل پگھل جاتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب بغداد کی ایک جامع مسجد میں آپ نے خلیفۂ وقت اور علمائے اسلام کے اصرار پر تقریر کی تو آپ کی اس تقریر پر سارے مجمع کے سامعین پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی تھی اکثر آپ کے بیان سے اہل مجلس اور سامعین کا دل دنیا کی رنگینیوں سے اُچاٹ ہو جاتا تھا غرض کہ آپ کے وعظ ونصیحت کی مجلس کیف واثر اور سرور میں ڈوبی رہتی تھی۔

حضرت مخدوم اشرفؒ کی تعلیمات اور ارشادات کا ایک بڑا ذخیرہ جو آپ کے ''فارسی مکتوبات کا ہے' آپ کے معروف خلیفہ حضرت نظام الدین یمنیؒ کی تالیف ''لطائف اشرفی'' کی شکل میں محفوظ وموجود ہے۔ انہی سے چند مختصر تعلیمات و ارشادات راقم حروف ذیل میں نقل کرتا ہے تا کہ قارئین مطالعہ کر کے اس سے رہنمائی حاصل کریں۔

☆ جس شخص نے کسی مسلمان کو ناحق تکلیف دی تو گویا اس نے خدا کو تکلیف دی اور

جس نے خدا کو تکلیف دی وہ تمام آسمانی کتابوں میں ملعون ہے۔

☆ مومن وہ ہے جو ہر حال میں خدا کو یاد کرتا ہے۔ اور مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہے۔

☆ اپنے اوراد و وظائف پر فخر کرنے والا ملعون ہے۔

☆ جو شخص اہل حق کی حمایت و اعانت سے گریز کرے وہ بڑا بدنصیب ہے۔

☆ خدمت خلق خدمت خالق ہے۔

☆ سو سال جوار قدس میں رہ کر کسی بندے کو وہ مرتبہ نہ ملے جو کسی بوڑھی عورت یا کمزور کو ایک گھونٹ پانی پلا دینے سے حاصل ہوگا۔

☆ صدیق وہ ہے جو احوال شریعت کا پابند اور حدود احکام کی حفاظت کرتا ہے۔

☆ صوفی وہ ہے جس کا ظاہر اور باطن دونوں پاک ہو۔

☆ تصوف ادب ہے اور ادب چار طریقوں سے آتا ہے۔

(۱) اقرار وحدانیت (۲) انکسار (۳) درویشوں اور اہل اللہ کا قرب (۴) عبادات (۵) اوراذ کار و اشغال۔

☆ عارف وہ ہے جس کو ایک لحظہ کیلئے بھی خدا کی یاد سے غفلت نہ ہو اور وہ کسی سے بھی حجاب کو قبول نہ کرے کسی رابط اور واسطہ کی حاجت محسوس نہ کرے۔

☆ جب مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں جسمیں سے نوّے اس شخص کیلئے ہے جو زیادہ خوش ہو اور دس اس شخص کیلئے جو کم خوش ہو۔

☆ مہمان کی ضیافت کرنا بہت بڑا ثواب ہے۔

☆ جس گھر میں مہمان نہیں جاتا وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں جاتا کوئی اگر کسی شخص سے ملاقات کیلئے آئے تو جو کچھ بھی میسر ہو اس سے انکی ضرورت واضح کرنی چاہئے۔

☆ قیامت کے دن سب سے زیادہ اس شخص پر عذاب ہوگا جس نے علم سے فائدہ نہ اُٹھایا یعنی عمل نہ کیا۔

☆ علم روشن آفتاب ہے اور سارے فنون اسکے ذرّے ہیں (معرفت توحید اور ایمان کے بعد آدمی پر ضروری ہے وہ شریعت اور طریقت کے عقائد کا علم ہے)

☆ عالم بے عمل اس کمان کی طرح ہے جس میں چلہ نہ ہو۔

☆ لاکھ برس علم حاصل کرو اور ہزار کتابوں کے ورق الٹو لیکن اس پر عمل نہ کرو تو خدا کی رحمت تم کو نہ ملے گی۔

☆ اس کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشا سے ہوتا ہے۔ اللہ کے کسی کام پر اعتراض نہ کرو فائدہ پہنچے تو شکر ادا کرو اور یہ جانو کہ خدا نے مہربانی کی اور تکلیف پہونچے تو یہ سمجھو کہ خدا کے طرف سے سزا دی گئی ہے۔

☆ وعظ وتقریر کیلئے صوفی کو نہایت نرم زبانی اختیار کرنی چاہے۔ اگر نصیحت نرمی سے کی جائے تو اسکے با اثر ہونے کی زیادہ اُمید ہوتی ہے۔

☆ عارف کا دل آئینہ ہوتا ہے جب اس طرف نظر ڈالتا ہے تو اللہ کو دیکھتا ہے۔

☆ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب بندوں سے افضل امام عادل ہوگا۔

☆ قوت بازو سے حلال روزی کمانا ایک مومن کی شان اور ایمان کا تقاضا ہے۔

☆ سالک جب تک شریعت کا پابند نہ ہو ولایت میں قدم نہیں رکھ سکتا۔

☆ ولی کیلئے ضروری ہے کہ وہ سیرت نبویؐ اور اوصاف مصطفوی کا متبع ہو اس میں زبان کی لطائف، اچھا اخلاق، شگفتگی، بے غرضی اور فیاضی ہو وہ اچھے اخلاق کی بلندی پر ہو خدا کے سوا ہر شئی سے بے نیاز ہو۔

☆ ایسے پیروں اور صوفیوں سے بچو جو احکام الٰہی ترک کر دیتے ہیں اور شریعت سے غافل رہتے ہیں۔

☆ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور و تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

آپ کے سجادہ نشیں

حضرت سید عبد الرزاق الملقب نور العین قدس سرہٗ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت سید عبد الرزاق الملقب نور العین قدس سرہٗ مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔ آپ خانقاہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے اول سجادہ نشیں تھے۔ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے اپنی حیات میں ہی وصال سے قبل اپنے مریدین خلفاء اور معتقدین حضرات خصوصاً نجم الدین اصفہانی خواجہ ابو المکارمؒ، شیخ احمد ابو الوفاؒ خوارزمی شیخ ابو الواصلؒ، شیخ معروف دہلوی، شیخ عبد الرحمٰن خجندیؒ، شیخ ابو سعید خوارزمیؒ، ملک الامراء محمود بھوونڈی اور شمس الدین اودھیؒ وغیرہم کی موجودگی میں آپ کو اپنا جانشیں اور سجادہ نشیں مقرر فرمایا تھا بعدہٗ حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ نے اپنے خادم بابا حسین قدس سرہٗ سے تبرکات منگوا کر حضرت سید عبد الرزاق الملقب بہ نور العین قدس سرہٗ کو عطا کیا۔ حضرت مخدوم نے وہ خرقہ بھی آپ کو دیا جو انہیں پیرو مرشد حضرت علاء الدین سے ملا تھا۔ اور وہ خرقے بھی عطا کئے جو حضرت

مخدوم اشرف قدس سرہٗ کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی قدس سرہٗ، ملک شام کے شیخ الا سلام اور حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں جہان گشتؒ سے ملے تھے بعدہٗ حضرت مخدوم اشرف نے تمام حاضر مریدین و معتقدین سے مخاطب ہوکر فرمایا تھا کہ حضرت عبدالرزاق الملقب بہ نور العینؒ میرا فرزند برحق اور خلیفہ مطلق ہے جو انکا (عبدالرزاق) خیال رکھے گا وہ دونوں جہاں کی نعمتیں پائے گا۔

حضرت مخدوم اشرف نے پھر حضرت عبدلرزاق الملقب بہ نور العین کے لڑکوں کو بلایا اور انکے لئے دعائیں کیں اور تبرکات سے بھی نوازا بعدہٗ اپنے مریدین و معتقدین سے فرمایا کہ آپ لوگوں کو چاہئے کہ انکے حلقہ بگوش رہیں میں نے انہیں خزانہ الٰہی اور گنج لا متناہی سونپا ہے۔ انکا (عبدالرزاق کے فرزند) دوست میرا دوست ہے اور انکا دشمن میرا دشمن ہے۔

حضرت سید عبدارزاق الملقب بہ نور العین قدس سرہٗ کا آبائی وطن قصبہ جیلان ہے۔ آپ کی ولادت قصبہ جیلان میں ہوئی تھی۔ واضح ہو کہ غوث الاعظم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کے آبا و اجداد کرام بھی قصبہ جیلان ہی کے باشندہ تھے۔ قصبہ جیلان کو گیلان بھی کہتے ہیں۔ حضرت عبدالرزاق الملقب بہ نور العینؒ کے والد بزرگوار کا نام حضرت سید حسین عبدالغفورؒ تھا۔ جو جیلان میں ہی رہتے تھے۔ حضرت سید حسین عبدالغفورؒ کی شادی حضرت سید مخدوم اشرفؒ کی خالہ زاد بہن سے ہوئی تھی۔

حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہٗ نے ابتدائی تعلیم اپنے پدر محترم حضرت حسین عبدالغفور قدس سرہٗ سے حاصل کی تھی بعدہٗ حضرت سید عبدالرزاق الملقب بہ

نورالعین قدس سرہٗ نے قصبہ جیلان اور دیگر مقامات کے مدرسوں سے علمی سند حاصل کیا تھا۔

جناب سید عبدالباری (صدر شعبۂ اردو جی ایس پی جی کالج، اوردھ یونورسیٹی، سلطان پور، یوپی) اپنی کتاب ''اشرف جہانگیر'' میں رقمطراز ہیں کہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ ظفر آباد سے وسط ایشیاء کے سفر پر روانہ ہوئے تھے آپ سب سے پہلے ملک عراق کے اہم مقامات خصوصاً بصرہ، نجف اشرف، بغداد اور جیلان تشریف لے گئے قصبہ جیلان میں حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کی ملاقات حضرت عبدالرزاق الملقب بہ نورالعین کے والد بزرگوار حضرت سید حسین عبدالغفور سے ہوئی جو آپ کے خلیرے بہنوئی تھے۔ آپ انکے یہاں بحیثیت مہمان ٹھہرے آپکی خالہ زاد بہن کے صاحبزادہ حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہٗ کو آپ سے بڑی محبت پیدا ہوئی اور انہوں نے آپ کی خدمت میں رہنے کی اجازت اپنے والدین سے طلب کی۔ حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہٗ کے اصرار پر انکے والدین نے انہیں حضرت سید مخدوم اشرف کے سپرد کر دیا۔ حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ نے حضرت سید عبدالرزاق کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اُس وقت حضرت سید عبدالرزاق صرف بارہ سال کے تھے۔ بعدہٗ حضرت سید مخدوم قدس سرہٗ نے انہیں تعلیم و تربیت اور اخلاق و محبت سے آراستہ کر کے ''نورالعین'' کا خطاب بخشا۔

حضرت سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ اپنے خلیرے ماموں جان سید اشرف جہانگیر کے ساتھ جیلان سے روانہ ہوئے اور آپ ہندوستان کے قصبہ کچھوچھہ

آئے اور یہیں انکی خدمت میں رہنے لگے۔آپ نے اپنے خلیرے ماموں حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے بیعت حاصل کیا اور راہ سلوک کو انکی خدمت میں طے کر کے مقام خلافت پر فائز ہوئے ۔حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہٗ نے بہت سارے بزرگوں سے ملاقات کی اور انکی فیض سے فیضیاب ہوئے آپ نے علوم ظاہری و باطنی اپنے خلیرے ماموں حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے حاصل کیا تھا۔ آپ نے قرآن مجید بھی اپنے ماموجان اور پیر و مرشد حضرت اشرف جہانگیر سے پڑھا اور علمی زیور سے انہیں کی خدمت میں مالا مال ہوئے تھے۔حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کو آپ بہت عزیز تھے۔اسلئے تو آپ کو ''نورالعین'' (یعنی آنکھ کا نور) کا خطاب دیا تھا۔حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے وصال کے بعد آپ خانقاہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی کے اوّل جانشیں ہوئے اور آپ مسند سجادگی پر چالیس سال (۴۰) تک فائز رہے۔

اس طرح حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہٗ نے ۶۸ سال تک حضرت سید مخدوم کی خدمت میں اپنی زندگی کو گذارا۔آپ ایک سو بیس (۱۲۰) سال تک اس دار فانی میں باحیات رہے اور چالیس سال تک امور سجادگی کو بحسن خوبی آپ نے انجام دیا تھا۔

حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہٗ کو دو صاحبزادے تھے جنکا ذکر حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی کے حالات زندگی پر مشتمل کتابوں میں درج ملتا ہے ۔آپکے بڑے صاحبزادہ حضرت سید حسن قدس سرہٗ اور چھوٹے صاحبزادہ حضرت سید حسین قدس سرہٗ کا مزار شریف حضرت سید اشرف جہانگیر سمنای کے آستانہ مبارک کے

باہر دکھن جانب قطار میں واقع ہے اس قطار کی دیگر قبریں آپ ہی کے خانوادہ حضرات کی ہیں۔ واضح ہو کہ حضرت عبد الحیٰ اشرف حضرت اختر گل اشرف، حضرت سید مختار اشرف، حضرت سید ہاشمی میاں، حضرت سید قطب میاں صاحب، حضرت سید تنویر اشرف، حضرت سید فخر الدین اشرف میاں صاحب اور حضرت سید اشرف محدث اعظم ہند وغیرہم آپ ہی کے خوانوادہ گرامی میں سے ہیں۔

حضرت سید عبد الرزاق نے اپنی زندگی کا آخری ایام کچھوچھہ میں گزارا اور یہیں مالک حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار شریف آستانۂ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی کے اندر پہلو میں پورب طرف واقع ہے اور آپکی قبر مبارک مخملی چادر سے ڈھکی رہتی ہے۔ روزانہ تازہ گلاب کے پھول کی خوشبو سے آستانۂ معطر رہتا ہے۔ آپ نے اپنے پیرو مرشد اور خلیر ے ماموں حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی کے وصال کے بعد دین اسلام کی خوشبو کو دور دور تک پھیلایا اور مذہب اسلام کی اشاعت اور دین محمدی کے فروغ کیلئے انتھک کوششیں کیں۔ آپ کے دست خاص پر بیشتر غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جس زمانہ میں آپ کچھوچھہ میں حیات میں تھے اس زمانہ میں کفر و ضلالت کی وہاں گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی نے اپنی حیات میں اسلام کی روشنی سے اس خطہ ارضی کو روشن و منور کر دیا تھا۔ لیکن حضرت سید عبد الرزاق قدس سرہٗ نے کچھوچھہ کے قرب جوار کے خطہ کو بھی اسلام کے نور سے تابناک کیا۔ آج بھی آپ کے مزار اقدس پر لوگوں اور زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ ہند کے گوشہ گوشہ میں آپ اور آپ کے پیرو مرشد حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی

ثم کچھوچھوی کی شہرت پھیلی ہوئی ہے۔ جو بھی حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی کے مزار شریف کی زیارت کرتے ہیں وہ آپکی قبر کی بھی زیارت کرتے اور آپ کے خانوادہ حضرت کی قبروں پر بھی فاتحہ میں مصروف رہتے ہیں۔عوام کوآپ سے بے حد عقیدت و محبت ہے دیار کچھوچھہ میں حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی کے بعد آپ قابل احترام ہیں راقم آپ کے مزار اقدس پر کئی بار حاضر ہوا ہے اور فاتحہ خوانی کی ہے۔

حضرت نورالعین عبدالرزاقؒ کے پردہ کرنے کے بعد مسند سجادگی پر آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت سید شاہ حسن قدس سرہٗ جلوہ افروز ہوئے اسلئے کہ حضرت نورالعین عبدالرزاقؒ نے اپنی حیات میں اپنے دیگر لڑکوں کو مختلف مقامات کی سربراہی دیکر کچھوچھہ سے روانہ کر دیا تھا۔اور حضرت سید شاہ حسنؒ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگر قدس سرہٗ کی خانقاہ اور درگاہ کی نگرانی اور سجادگی انکے ذمہ رہے گی۔

حضرت سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی کی تصنیف کردہ کتاب ’’نقوش اشرفیہ‘‘ میں ’’کلمہ تقدیم‘‘ کے عنوان سے ایک مضمون میں مفتی محمد معین الدین اشرفی بھاگلپوری تحریر فرماتے ہیں کہ حاجی الحرمین حضرت سید عبدالرزاق نورالعین قدس سرہٗ نے حضرت شاہ حسن قدس سرہٗ کو چھوڑ کر اپنے دیگر صاحبزادوں کو اپنی زندگی میں جائس شریف رودلی شریف اور جونپور کی سربراہی کا پروانہ (تولیت نامہ) دیکر روانہ کر دیا تھا اور درگاہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کی سربراہی وسجادگی اپنے بڑے فرزند حضرت سید شاہ حسن کیلئے ارشاد فرمایا اور کہا تھا ’’حسن احسن الوجوہ واکبر الوقوہ شود‘‘ جس

سے واضح ہوتا ہے کہ خانقاہ اشرف جہانگیر کچھوچھہ شریف کے مسند سجادگی پر حضرت سید شاہ حسن قدس سرہٗ اور انکے بعد انہیں کے خانوادۂ حضرات میں سے کوئی عالم باعمل شخص امور سجادگی کو انجام دیتے رہیں۔ اس بیان کو تقویت دینے کے لئے مفتی معین الدین اشرفی نے مذکورہ مضمون میں لکھا ہے کہ حضرت نورالعین حضرت عبدالرزاق کے صاحبزادہ حضرت سید شاہ حسین اشرف کی شاخ کے ایک بزرگ حضرت سید محمد بن شیخ جعفر کی تحریر کردہ ''لطائف اشرفی'' کا قلمی نسخہ کا فوٹو اسٹیٹ دوبئی سے حاصل کر کے حضرت مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ میں محفوظ رکھا گیا ہے۔ جس میں ''حضرت حسن احسن ابو جوہ واکبرالوقوہ شوذ'' کے علاوہ کسی دوسرے کیلئے قائم مقام ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت سید شاہ حسن سجادہ نشین سرکار کلاں نے حضرت مخدوم پاک کے فرمان ''اکبرالوقوہ'' کے مطابق آستانہ اشرفیہ کی سربراہی وسجادگی کا اعجازی منصب پاکر اور تبلیغ دین رشد وہدایت اور فرائض سجادگی کے کام کو بحسن وخوبی انجام پاکر دیتے رہے۔ آپ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک دین وسنت کی ترویج وترقی اور اسلام کی اشاعت کی آبیاری میں مصروف رہے۔ لاکھوں گم گشتگان راہ اور حق کے متلاشی آپ کے دست حق پرست پر ایمان لاکر حلقہ بگوش سلسلۂ اشرفیہ ہوئے۔ مندرجہ بالا بیان کو تقویت دینے کے لئے مفتی محمد معین الدین اشرفی بھاگلپوری کے مذکورہ مضمون کی اصل عبارت ذیل میں نقل کی جاتی ہے ملاحظہ ہو:

''حضرت سید شاہ حسن سجادہ نشیں سرکار کلاں اپنے بعد اپنے مرید وخلیفہ پرتو مخدوم سمنانی حضرت مولانا سید شاہ محمد اشرف قدس سرہٗ سجادہ نشیں سرکار کلاں کو سونپا

انہوں نے اپنے مرید وخلیفہ مولانا سید شاہ حسین ثانی سجادہ نشیں سرکار کلاں کو انہوں نے اپنے مرید وخلیفہ سید شاہ عبدالرسول سجادہ نشیں کو انہوں نے اپنے مرید وخلیفہ سید ہدایت اللہ سجادہ نشیں سرکار کلاں کو انہوں نے اپنے مرید و خلیفہ سید شاہ عنایت اللہ سجادہ نشیں سرکار کلاں کو انہوں نے اپنے مرید وخلیفہ سید نزر اشرف سجادہ نشیں سرکار کلاں کو انہوں نے اپنے مرید وخلیفہ سید نواز اشرف سجادہ نشیں سرکار کلاں کو انہوں نے اپنے مرید وخلیفہ سید شاہ صفت اشرف سجادہ نشیں سرکار کلاں کو انہوں نے اپنے مرید وخلیفہ سید شاہ قلندر بخش سجادہ نشیں سرکار کلاں کو، انہوں نے اپنے مرید وخلیفہ سید شاہ منصب علی سجادہ نشیں سرکار کلاں کو، انہوں نے اپنے برادرزادہ مرید وخلیفہ اشرف الصوفیاء مولانا سید شاہ ابو محمد اشرف حسین سجادہ نشیں سرکار کلاں کو، انہوں نے اپنے برادر خرد قطب ربانی اعلیٰ حضرت ابو احمد سید شاہ علی حسین اشرفی سجادہ نشیں سرکار کلاں کو، انہوں اپنے فرزند کے فرزند اپنے پوتے اور دلبند مخدوم المشائخ حضرت مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف سجادہ نشیں سرکار کلاں کو، انہوں نے اپنے بعد اپنے فرزند اکبر جانشیں مطلق و خلیفہ اوّل حضرت مولانا ابو المحمود سید شاہ محمد اظہار اشرف سجادہ نشیں سرکار کلاں کو، تولیت وسجادگی کے عظیم منصب پر فائز فرمایا اور حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف سجادہ نشیں نے اپنے مرید و خلف اکبر مولانا سید محمود اشرف کو اپنا ولی عہد جانشیں اور قائم مقام قرار دیا حضور صاحب سجادہ بحیثیت سجادہ نشیں آستانہ اشرف جہانگیر قدس سرہٗ و متولی خانقاہ اشرفیہ مراسم عرس ودیگر امور کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں"

واضح ہو کہ سبھی سجادگان اپنے اپنے دور سجادگی میں مذہب اسلام کے بکھرے

ہوئے گیسو کو سنوارتے رہے اور مذکورہ بزرگان میں منصب سجادگی منتقل ہوتی رہی۔ آپ تمامی حضرات نے ملک کے دیگر حصوں کو اشرفی اور نورانی شعاعوں سے منور ومجلّہ کر دیا۔ جنکی چمک آج بھی کچھوچھہ اور ملک کے گوشہ گوشہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

واضح ہو کہ اس وقت کچھوچھہ میں (خانقاہ مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ میں) حضرت نورالعین عبدالرزاق قدس سرہٗ کے دونوں صاحبزادے حضرت سید حسن اشرف قدس سرہٗ اور حضرت حسین اشرف قدس سرہٗ کی نسل کے افراد کی الگ الگ گدیاں (خانقاہیں) قائم ہیں اور مذکورہ دونوں حضرات کی نسل کے باوقار اور اہم حضرت جنکی سجادہ نشینی کی رسم دستار بندی الگ الگ ہوتی ہے خانقاہ مخدوم اشرف جہانگیر کے سجادہ نشیں کہلاتے ہیں۔ واضح ہو کہ حضرت حسن اشرف قدس سرہٗ کی نسل کے افراد کچھوچھہ بستی میں آباد ہیں اور حضرت سید حسین اشرف قدس سرہٗ کے خانوادے بھسکاری میں رہتے ہیں۔

حضرت سید حسن اشرف قدس سرہٗ کی شاخ میں حضرت مختار اشرف سرکار کلاں سجادہ نشیں تھے۔ جن کے وصال کے بعد انکے صاحبزادہ حضرت اظہار اشرف سرکار کلاں قائم مقام ہوئے ہیں اور حضرت سید حسین اشرف قدس سرہٗ کی شاخ میں حضرت عبدالحیٔ اشرف میاں صاحب سجادہ نشیں تھے جنکے رحلت کرنے کے بعد انکے صاحبزادہ حضرت فخرالدین اشرف قائم مقام ہوئے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آج کچھوچھہ میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کی دو گدیاں (خانقاہیں) قائم ہیں اور دونوں شاخوں کے سجادہ نشیں حضرات اسلام کے

فروغ کا کام کررہے ہیں جس سے عوام کو فائدے حاصل ہیں اور اسلام فروغ پا رہا ہے۔

لہٰذا دونوں خانقاہوں کے سجادہ نشیں عوام کو مرید کر کے انکے سینوں کو اسلام کی روشنی سے روشن و منور کرتے ہیں اور رشد و ہدایت کا کام جاری ہے۔

واضح ہو کہ ان دونوں شاخوں (حضرت سید حسن اشرفؒ اور سید حسین اشرفؒ) کے خانوادے اسلام کو تقویت دینے کیلئے تحریری اور تقریری کام سے بھی منسلک ہو کر ملک میں مذہب اسلام کی نشر و اشاعت کے مشن قائم کئے ہیں اور اس طرح ہندوستان میں اسلام کی ترقی ہورہی ہے۔

آپ کے خلفائے عظام

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے سر پر جب انکے پیر و مرشد حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہٗ نے خلافت کا سہرا باندھ کر پنڈوہ سے جونپور کیلئے روانہ کیا تو آپ جس راستہ سے گزرتے تھے عوام جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتی تھی۔ آپ منیر شریف ہوتے ہوئے بنارس پہنچے اور وہاں بھی عوام کی ایک کثیر جماعت نے آپ کے ہاتھوں پر بیعت قبول کی۔ اسی طرح آپ اصلاح معاشرہ اور تبلیغ دین کا کام کرتے ہوئے اور جگہ جگہ اسلام کی روشنی پھیلاتے ہوئے محمد آباد گہنہ وارد ہوئے اور سینکڑوں کو حلقہ ارادت میں شامل کیا۔ ظفر آباد میں آپ نے عوام کی کثیر جماعت کو مرید کرنے کے بعد سیر و سیاحت کیلئے عراق، حجاز، یمن، بصرہ، نجف اشرف، بغداد اور جیلان کا سفر کیا اور وہاں اسلام کی اشاعت کرتے ہوئے اور لوگوں کو ارادت میں شامل کرتے ہوئے اودھ (جونپور) واپس آئے ۷۰۷ھ

میں روح آباد(کچھوچھہ)تشریف لائے اوراس سال یکم شوال کونواح اودھ کے تقریباً دس ہزار آدمی کوآپ نے مرید کیااوران مریدوں کا نام رجسڑمیں درج کیا گیا،لیکن مریدوں کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی اور رجسٹر کوسنبھالنا مشکل ہو گیا تو آپ (حضرت مخدوم اشرف)نے حکم دیا کہ ان رُجسڑوں کوغرقاب کر دیا جائے۔آپ کے حکم کے مطابق مریدوں کے نام والے یہ رجسڑ دریا میں غرق کردئے گئے۔آپ نے ہندوستان کے مختلف خطوں کا سفر کیا اوراسلام کی اشاعت میں مصروف رہے۔ جہاں جہاں گئے لوگ آپ سے مرید ہوتے رہے۔ آپ نے اوچ ،بنارس،گلبرگہ، گجرات ،ملتان،اجمیر،بہار،مظفرآباد، اودھ، ایودھیا،لکھنوٗ،رودلی، دہلی، پنڈوہ اور جونپور وغیرہ مقامات میں حلقۂ ارادت میں شامل ہونے کی شاخ پیدا کی۔غرض کہ ہندوستان اور ہندوستان کے باہر بھی آپ کے مریدان کی تعداد کافی تھی جنکی قبریں مختلف جگہوں میں آج بھی بارونق ہیں آپ نے ہندوستان میں مشرق سے مغرب تک اورشمال سے جنوب تک اسلام کی خوب اشاعت کی اورلوگوں کومرید کر کے مذہب اسلام کوقوت بخشی ان ہی جگہوں کے مریدوں میں بعض کوخلافت کے تاج سے نوازا جنکی قبریں آج بھی اس ملک میں روشن و تابنات ہیں ۔راقم آپکے انہی خلفاء میں سے چند خلفاء کے مختصر حالات زندگانی پرروشنی ڈالنے کی جسارت کررہاہے تا کہ قارئین کو یہ اندازہ ہو سکے کہ آپ کے خلفاء کہاں کہاں مدفون ہیں او رروحانیت کے کس مقام پر وہ حضرات فائز رہے تھے۔راقم نے ظہور الحسن شارب اور سید عبد الباری کی کتاب ''حضرت سید مخدوم اشرفؒ''اوردیگرکتب بزرگان سے اس مضمون کوسنوارنے کی کوشش کی ہے۔

اب ذیل میں حضرت مخدوم اشرف کے مشہور اور نامور خلفاء عظام کا فرداً فرداً تذکرہ کیا جاتا ہے اور انکے احوال زندگانی پر مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام گجراتیؒ

حضرت شیخ الاسلام احمد آبادی، گجرات کے باشندہ تھے۔ اسلئے آپ شیخ الا اسلام گجراتی کہلاتے ہیں۔ آپ ایک شہرت یافتہ اور روشن ضمیر بزرگ ہیں آپ کو علم نجوم اور علم حکمت میں عبوریت حاصل تھی۔ آپ ذہین اور بیدار دماغ تھے۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سے آپ کو مرید ہونے میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا مورخوں نے لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سے آپ کو علمی مسائل پر احمد آباد کی جامع مسجد میں گفتگو ہوتی اور آپ نے نامناسب باتیں حضرت مخدوم سے کہ دیں تو اسی رات خواب میں کسی نے آپ کو خبر دار کیا کہ سید سے حجت کرنا ٹھیک نہیں۔ آج تو تم اکابر کی روحوں کی بدولت آفت سے محفوظ رہے۔ اگر دوبارہ انکی بے ادبی کی تو نقصان اور خسارا میں رہو گے۔ حضرت شیخ الاسلام گجراتی خواب میں لرز گئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ احمد آباد کے ایک رئیس کو اپنے ساتھ لے کر حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ کی خدمت میں پہنچے اور قصور کی معافی چاہی حضرت مخدوم نے معاف فرمایا اسی وقت حضرت شیخ السلام احمد آبادیؒ نے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سے شرف بیعت حاصل کیا اور حضرت مخدوم سے انکی عقیدت اور خلوص ومحبت کا یہ عالم ہوا کہ ایک لمحہ کیلئے بھی شیخ السلام حضرت مخدومؒ سے جدا نہ ہوتے تھے۔

حضرت مخدوم اشرف تقریباً دوسال تک گجرات میں اقامت پذیر رہے اور

اس درمیان آپ حضرت شیخ الاسلام احمد آبادیؒ کی تعلیم وتربیت کرتے رہے بعدۂ آپ نے انکوخرقۂ خلافت سے سرفراز کیا تھا۔

حضرت شیخ الاسلام گجراتی فنون عربیہ اورعلوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ آپ روحانیت کے ایک ایسے خوشبودار گلاب تھے جنکی اشرفی خوشبو سے آج بھی گجرات کی فضاء معطر ہے۔ گجرات میں آپ نے تازندگی اسلام کے پودوں کی آب یاری کی اور دین محمدی کوقوت بخشی تھی۔ غالباً خدمت خلق میں بھی آپ مصروف رہتے تھے۔

آپ کی رحلت گجرات میں ہوئی اور آپ وہیں احمد آباد کی خاک میں مدفون ہوئے۔آپ گجرات میں حضرت شیخ الاسلام احمد آبادی ، گجراتی کے نام سے مشہور ہیں۔آپ کی قبر مبارک احمد آباد میں مرجع عوام وخواص ہے اور زائرین آپ کے مزار شریف پر حاضر ہوکر آپ کے فیض سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ مبارک گجراتی

حضرت شیخ محمد مبارکؒ ،ریاست گجرات کے رہنے والے تھے۔آپ کا آبائی وطن گجرات تھا۔ جب حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ اسلام کی نشرواشاعت کیلئے گجرات پہنچے تو آپ سے انکو ملاقات ہوئی حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ نے آپ کو بیعت کیا اور راہ سلوک کی تعلیم دیکر خلافت کا تاج پہنایا تھا۔

آپ روحانیت کے علمبردار تھے۔آپ کی روحانی خوشبو آج گجرات میں موجود ہے۔آپ کا انتقال گجرات میں ہوا اور آپ وہیں مدفون ہیں۔اہل دل حضرات آپ کے مزارشریف پر حاضر ہوکر آج بھی اشرفی خوشبو کا احساس کرسکتے ہیں۔آپ نے گجرات

مین اسلام کی ترقی اور دین کے فروغ کا کام بحسن وخوبی انجام دیا تھا۔شریعت کے سختی کے ساتھ آپ پابند تھے اور یہی تعلیم آپ نے عوام کو بھی دی تھی۔آپ ایک کامل بزرگ تھے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر ایک طویل عرصہ تک گجرات کے قصبہ دمرق میں قیام کیا تھا۔اور اس علاقہ کے لوگوں کی اصلاح کرتے رہے تھے۔چونکہ حضرت مخدوم کے قلب وجگر میں اسلام پھیلانے کی موجیں اپنے شباب پر تھیں اور آپ جہاں کہیں جاتے شمع اسلام کو روشن کرتے تھے۔آپ نے گجرات میں بھی اسلام کی نشر واشاعت کے چراغوں کی لو کو تیز کیا اور دین ومذہب کو فروغ دیا تھا۔ ممکن ہے حضرت شیخ مبارک قصبہ دمرق کے ہی باشندہ ہوں اور آپ کی آخری آرام گاہ وہیں ہو۔خلاصہ کلام یہ کہ آپ روحانیت کے تاج والے تھے۔

حضرت مولانا علیم الدین جائسی

حضرت مولانا علیم الدین قصبہ جائس میں رہتے تھے۔آپ کے والد محترم کا وطن جائس تھا۔جائس ایک مشہور ومعروف قصبہ ہے جو علم ودانش کا گہوارہ رہا ہے۔آپ نے حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ سے بیعت کا پیرہن پہنا اور انکی خلافت سے سرفراز ہوئے تھے۔آپ کا شمار حضرت مخدوم اشرفؒ کے ممتاز خلفاء میں ہوتا ہے۔آپ نے تبلیغ دین کا کام کیا اور اسلام کو فروغ بھی دیا تھا۔آپ کا وصال جائس میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار شریف ہے۔

حضرت امیر علی بیگ الملقب ابوالمکارمؒ

حضرت امیر علی بیگؒ الملقب ابوالمکارمؒ بادشاہ تیمور لنگ کے فوجی سرداروں میں سے ایک تھے۔ حضرت اشرف جہانگیرؒ نے اپنے سفر کے دوران سمرقند میں حضرت امیر علی بیگؒ کے یہاں قیام فرمایا تھا۔ حضرت مخدوم اشرفؒ نے آپ کی اخلاقی اور روحانی تربیت بارہ سال تک کی تھی۔ حضرت اشرف جہانگیرؒ نے آپ کو بیعت کرنے کے بعد مسند خلافت پر گامزن کیا۔ اور علاقہ سمرقند میں دین کی تبلیغ کا کام آپ کے سپرد کیا تھا۔ آپ روحانیت کے ایک بیش بہا گوہر تھے۔ راقم کا خیال ہے کہ آپ کی قبر مبارک سمرقند میں ہو چونکہ آپکو حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ نے بیعت وخلافت سے سرفراز کر کے سمرقند میں دین اسلام کی ترقی، اشاعت اور عوام کی اصلاح کیلئے حکم فرمایا تھا۔

آپ علمی زیور سے بھی آراستہ تھے۔ آپ حدیث کی باتوں پر چلتے اور دوسروں کو بھی حدیث کی باتوں پر چلنے کی تلقین تاحیات کرتے رہتے تھے غرض کہ آپ فوجی سردار ہونے کے ساتھ روحانیت کے خوشنما پھول بھی تھے۔

حضرت شیخ جمشید بیگؒ

حضرت شیخ جمشید بیگؒ سالار لشکر تیمور لنگ تھے۔ جب سفر کے دوران سمرقند میں حضرت مخدوم اشرفؒ سے آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ حضرت مخدوم اشرفؒ کی سیرت وشخصیت سے بے حد متاثر ہوئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ آپ نے حضرت مخدوم اشرف سے بیعت قبول کیا اور انکی خلافت کا خرقہ پہنا۔ بعدہٗ آپ روحانیت اور معرفت کے

ایک ایسے گلاب بن گئے کہ قرب و جوار آپ کی خوشبو سے مہکنے لگا۔ آپؒ کا وصال سمرقند میں کہاں ہوا راقم کو پتہ نہ چل سکا لیکن آپ نے تا زندگی لوگوں کو اشرفی جام پلایا اور مذہب اسلام کی خدمت کی شریعت اور طریقت کا دامن آپ کے ہاتھوں میں زندگی بھر رہا۔ آپ ایک بزرگ کامل تھے۔

حضرت شیخ حسین خلجیؒ

حضرت شیخ حسین خلجیؒ کو پیر و مرشد حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ سے بے حد عشق و محبت تھی اسلئے آپ حضرت کی خدمت میں برابر رہتے تھے۔ آپ کو حضرت مخدوم سید اشرف بھی بہت چاہتے تھے۔ آپ نے حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیرؒ سے مرید ہو کر درجۂ خلافت حاصل کیا تھا۔ آپ کو حضرت مخدوم اشرفؒ ''بابا حسین'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ بعض تذکرہ نویشوں نے آپ کو ''خادم حسین'' بھی کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ واضح ہو کہ آپ کچھوچھہ میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ کے ساتھ رہتے تھے۔ اسلئے حضرت مخدوم اشرفؒ کے وصال کے وقت آپ وہیں موجود تھے۔ حضرت مخدوم اشرف نے اپنے سفر آخرت کے وقت میں آپ ہی کے ذریعہ دیگر خلفاء کو اپنے پاس بلوایا تھا اور آپ ہی سے تبرکات خانہ سے تبرکات کا بوقچہ بھی منگوا کر حضرت سید عبد الرزاق الملقب نور العینؒ کو عنایت کر کے جانشیں کے عہدہ پر فائز کیا تھا۔

غرض کہ حضرت شیخ حسین خلجی حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ کے مرید، خلیفہ اور خادم تھے۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ آپ حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ کے وصال کے وقت کچھوچھہ میں تھے اور اپنے پیر و مرشد کے جنازہ

کی نماز میں شریک رہے تھے۔ حضرت اشرف جہانگیر کے کفن دفن کا منظر آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

حضرت مخدوم اشرف کی صحبت میں رہکر آپ نے ان سے خوب اثر لیا تھا۔ آپ کا کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں تھا۔ آپ کا وصال کچھوچھہ میں ہوا اور اپنے پیرو مرشد کے قرب و جوار میں مدفون ہوئے۔ راقم کو آپ کے مزار شریف کی نشاندہی نہیں ہوسکی ہے۔

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادیؒ

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہٗ کے آباو اجداد کرام کا اصلی وطن غزنین تھا۔ آپ کی غزنین میں پرورش ہوئی تھی بعدہٗ دہلی آکر حضرت مولانا خواجگیؒ سے آپ نے مذہبی تعلیم حاصل کی اور انکی صحبت میں رہکر حدیث، فقہ اور دیگر علوم وفنون پر دسترس حاصل کیا۔ حضرت قاضی شہاب الدین تحصیل علم کے بعد متواتر دہلی میں سکونت اختیار کی۔

تیمور نے ۱۳۹۸ء میں سلطان فیروز شاہ تغلق کے وصال کے دس سال بعد ہندوستان پر حملہ کیا اور دہلی وارد ہوکر ہزاروں افراد کو تہہ تیغ کر ڈالا۔ یہاں تک کہ دہلی کو تیمور نے بے جان جسم کے مانند بنادیا۔ دہلی میں جو افراتفری تیموری حملہ سے پیدا ہوئی اس سے تنگ آکر علماء اور فقراء دہلی سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ حضرت مولانا خواجگی تو تیموری حملہ کے قبل ہی دہلی کو خیر باد کہہ چکے تھے اور دہلی کے تاراج ہونے کے بعد حضرت شیخ ابوالفتح جونپور روانہ ہوگئے۔ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی

نے بھی جونپور آکر سکونت اختیار کی اور سلطان ابراہیم شرقی کے دربار میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہ اپنے پیر مرشد حضرت علاء الدین پنڈوی قدس سرہٗ سے جب جونپور کی ولایت کا تاج پہن کر جونپور رونق افروز ہوئے اور ایک مسجد میں قیام فرمایا تو حضرت مخدومؒ کے آنے کی شہرت سن کر حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہٗ حضرت مخدومؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مخدومؒ کی شہرت اور شخصیت سے آپ ایسے متاثر ہوئے کہ پابندی کے ساتھ انکی خدمت میں آنے لگے آپ نے حضرت مخدوم کی صحبت میں رہکر اُن سے باطنی علوم میں کمالات حاصل کیا۔ حضرت مخدومؒ آپ کے بہت مدّاح تھے اور وہ آپ کی قدر و منزلت کرتے تھے۔ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے علم وفضل کا ستارا بہت بلند تھا۔ حضرت مخدوم نے آپکو اپنی مریدی میں داخل کیا اور راہ سلوک کی تعلیم دی بعدہٗ خلافت کا عمامہ باندھ کر آپ کو سرفراز کیا اور ملک العلماء کے خطاب سے نوازا آپ ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

حضرت قاضی شہاب الدینؒ سلطان ابراہیم شرقی کے بہت قریبی صلاح کار بھی تھے۔ ''لطائف اشرفی'' میں مرقوم ہے کہ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہٗ نے جب حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے بارے میں سلطان ابراہیم شرقی کو بتایا تو سلطان ابراہیم شرقی بھی حضرت سید مخدوم سمنانیؒ سے فیضیاب ہونے کا خواشمند ہوا سلطان ابراہیم شرقی ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین کے

ساتھ حضرت مخدوم سمنانی کی خدمت میں حاضر ہوااوراپنے مقصد میں کامیاب و کامراں ہوا۔

حضرت قاضی شہاب الدین نے جونپور میں اسلام کو قوت بخشی اور دین محمدیؐ کی روشنی دور دور تک پھیلائی۔ چونکہ آپ قاضی القضاۃ کے عہدہ پر سلطان ابراہیم شرقی کے دربار سے منسلک تھے اسلیئے مذہب اسلام کی نشر واشاعت میں آپ کو کافی موقع حاصل رہے۔ آپ خود تا عمر اشرفی خوشبو میں نہائے اور اشرفی جام لوگوں کو پلاتے رہے۔ عوام اشرفی جام پی کر مست و بیخود رہی غرض کہ آپ نے بہت کو مرید کیا اور بہتوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ آپ کا وصال دولت آباد جونپور میں ہوا اور آپ وہیں کی خاک میں مدفون ہوئے۔

حضرت ملک العلماء قاضی شہاب الدین کو حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ اکثر خط لکھا کرتے تھے۔ ایک خط میں حضرت قاضی شہاب الدین کو حضرت مخدوم اشرف قدس سرہٗ نے بندگان خدا کی دستگیری اور رفع حاجت کی تلقین کی ہے حضرت مخدومؒ شہاب الدین دولت آبادیؒ کو دریائے عرفان کے گوہر جمع کرنے اور راہ سلوک طے کرنے کی مزید تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ سلطان ابراہیم شرقی سے ایک حاجتمند کی حاجت روائی کیلیئے آپ (قاضی شہاب الدینؒ) کو متوجہ فرمایا ہے اور ایک حدیث کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مومن کے قلب کو مسرور کرنا سمندر کی طرح ہے اور اسکے مقابلہ میں تمام عبادات ایک قطرہ کے مثل ہے۔

اسی مکتوب میں حضرت اشرف جہانگیرؒ حضرت قاضی شہاب الدین کو لکھا ہے

کہ سلطان ابراہیم شرقی سے آپ کے تعلق کی وجہ سے قرب و جوار کے درویش اور اس علاقوں کے پریشان حال حضرت یہ سمجھتے ہیں کہ انکی پریشانی کا حل سلطان شرقی کے دربار میں ہوسکتا ہے۔

حضرت سید مخدوم اشرفؒ نے اسی خط میں اپنے مرید اور خلیفہ ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین کو خدمت خلق پر تاکید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر کوئی درویش یاد الٰہی میں مصروف ہے اور دولت شہود و رفعت وجود سے ہمکنار ہے اور مشاہدۂ انوار الٰہی کی منزلوں سے گذر رہا ہے۔ اس عالم میں بھی اگر کوئی حاجت مند آتا ہے اور اپنی کوئی غرض بیان کرتا ہے تو اسکی امداد کیلئے اس درویش کو دریائے استغراق سے ساحل شعود پر آنا لازمی ہے اور اسکی قضائے حاجت اس وقت اس درویش کیلئے اولین فریضہ بن جائے گی۔

اسی خط میں قاضی شہاب الدینؒ کو لکھا ہے فی سبیل اللہ دو قدم چلنا اپنے جسم کو آتش جہنم سے بچانا ہے کیونکہ وہ اپنا نہیں خدا کا کام ہے۔

پروفیسر ظہور الحسن شاربؔ نے اخبار الاخبار کے حوالہ سے اپنی کتاب ''خمخانۂ تصوّف'' کے صفحہ نمبر ۲۱۰ پر تحریر فرمایا ہے کہ آپکی وفات ۸۴۸ھ ہجری میں جونپور میں ہوئی۔ آپ جونپور میں مدفون ہوئے۔ آپ کی قبر مبارک آج بھی جونپور میں موجود ہے۔

حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی ثم جونپوریؒ شعر و سخن سے بھی وابستہ رہے۔ آپ فارسی زبان کے ایک اچھے شاعر تھے۔ ذیل میں آپکا نمونہ کلام پیش کیا جاتا ہے۔

ایں نفس خاکسار کہ آتش سزائے اوست
بر باد گشت لائق بے آپ کردن است

یک کسیں چناں فرست کہ پابر سرم نہد

ریزد ہمہ معنی و تکبر کہ درمن است

(اخبارالاخیار)

ہاشم علی خاں (خافی خاں نظام الملک) نے کتاب "منتخب اللباب" فارسی زبان میں عہد عالمگیری میں قلمبند کیا تھا۔ جسکا اردو ترجمہ بنام "مغلیہ دور حکومت"، محمود احمد فاروقی نے کیا ہے اور کتاب فرید بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد، نئی دہلی سے مطبوعہ ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۳۷۵ جلد چہارم میں مؤلف خافی خاں نظام الملک کے اصل فارسی عبارت کا اردو ترجمہ محمود احمد فاروقی یوں تحریر فرماتے ہیں کہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی اپنے وقت کے بڑے فاضل کشف وحال بزرگ تھے۔ انہوں نے ایک کتاب "تفسیر بحر مواج" تصنیف کی تھی اور اس کتاب میں اصلی سید کی نشانیاں بیان کی ہیں۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی مندرجہ بالا فارسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ صحیح النسب سید کو خلق محمدی سخاوت ہاشمیؓ شجاعت حیدریؓ میں ممتاز ہونا چاہئے۔ کسی عالی نسب سید کے عاقبت بخیر ہونے کی نشانی یہ ہے کہ اگر زندگی میں نفس امارہ کے ہاتھوں اسکا دامن آلودہ ہوگیا ہو تو اسکی رحلت کے وقت کوئی نہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے جو اسکی نجات و بخشش کا سبب بن جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے اپنے پیرومرشد حضرت اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی قدس سرہٗ میں تمام صفات کو موجود پایا تھا۔

واضح ہو کہ حضرت اشرف جہانگیر کچھوچھوی قدس سرہٗ ریاست سمنان کے

حکمراں تھے اور انہوں نے ترک سلطنت کے بعد خلق محمدیؐ اور سخاوت ہاشمی کے دامن کو نہیں چھوڑا تھا۔ چونکہ آپ سید السادات تھے۔

حضرت مولانا اشتیاق عالم ضیاء شہبازی سجادہ نشیں خانقاہ شہبازیہ ملا چک، بھاگلپور (وصال پانچ مئی ۲۰۱۱ء) نے اپنی مطبوعی کتاب ''آیات الٰہی کے نگہبان'' میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ وجہ الدین نصر اللہ العلوی گجراتی نے حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے ارشاد گرامی کی شرح لکھی تھی جو شرح ارشاد حضرت قاضی شہاب الدین کے نام سے مشہور ہے جسکا ذکر کتاب ''خلافتہ الوجہ'' میں بیان کیا گیا ہے۔ واضح ہو کہ حضرت وجہ الدین نصر اللہ العلوی گجراتی ریاست گجرات کے نامور بزرگ اور حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری کے دادا پیر تھے۔ حضرت وجہ الدین گجراتی نے بکثرت کتابوں پر حواشی اور شروح لکھے تھے۔

حضرت شیخ کبیر مسرور پوری قدس سرہٗ ظفر آباد

حضرت شیخ کبیر مسرور پوری قدس سرہٗ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس کے صف خلفاء میں صاحب بلند مرتبہ اور قصبہ ظفر آباد کے باشندہ تھے، حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ جب اپنے پیرومرشد حضرت علاء الدینؒ پنڈوی سے جونپور کی ولایت کا تاج پہن کر جونپور کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں محمد پور میں قیام فرمایا بعدہٗ آپ محمد آباد (محمد پور) سے ظفر آباد تشریف لائے اور مسجد ظفر خاں میں فروکش ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت شیخ کبیر قدس سرہٗ موضع مسرور پور سے آکر حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے تھے بعدہٗ آپ نے حضرت

مخدوم کی صحبت میں رہکر راہ سلوک کو طے کیا اور خلافت کی پگڑی سے آپ سرفراز ہوئے ۔حضرت شیخ کبیر ذی حیثیت شخص تھے ۔آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے تہذیب وتمدّن کا سبق پڑھا اور انکی فیض سے فیضیاب ہوئے آپ نے علوم ظاہری و باطنی بھی اپنے پیرومرشد حضرت مخدومؒ سے حاصل کیا تھا۔آپ نہایت پاکیزہ خیال کے مالک تھے اور آپ کو یہی پاکیزہ خیالات نے روحانیت میں ایک بلند مقام پر فائز کیا تھا:۔

آپ کے متعلق یہ واقعہ بھی مشہور ہے کہ جب حضرت مخدوم سمنانی کو حضرت علاء الدینؒ کی طرف سے جونپور کی ولایت ملی تو حضرت مخدوم نے اپنے پیرومرشد سے فرمایا تھا کہ جونپور میں شیر وقت حضرت شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی موجود ہیں انکی تاب وہاں ہم کیسے لا سکیں گے تو پیرومرشد علاء الدین نے اس موقع پر کہا تھا کہ تم جونپور جاؤ وہاں تمہیں ایک شیر کا بچہ ملے گا جو اس شیر سے خود سمجھ لے گا واضح ہو کہ حضرت شیخ کبیر مسرور پوری نے جب مرید اور خلافت کا تاج پہنا تو یہ بات جونپور کے حضرت شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی کو اچھی نہیں لگی اور انہوں نے حضرت شیخ کبیرؒ کے حق میں بددعا کی، لیکن اس بد دیا کا حضرت شیخ کبیر پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ آپ نے ایک لمبی عمر پائی اور آپ کے پیرومرشد حضرت مخدومؒ اور آپکی خوشبو سے ظفرآباد اور قرب و جوار کے علاقے خوب معطر ہوئے۔

حضرت شیخ کبیر قدس سرہٗ نے ظفرآباد میں اسلام کی شاخوں کو بلند و بالا کیا اور تاعمر شریعت پر قائم رہے اور دوسروں کو بھی شریعت پر قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے

۔آپ نے مذہب اسلام کے فروغ کا بھی کام کیا اور دین و اسلام کی روشنی سے دور دراز علاقوں کو روشن و تابناک کیا۔آپ روحانیت کے ایک چمکدار موتی تھے جنکی چمک ظفرآباد میں دیکھی جاسکتی ہے حضرت شیخ کبیر قدس سرہٗ کے صاحب زادہ شیخ محمد بھی حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے لباس خلافت حاصل کی تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی روحانیت کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے۔

حضرت شیخ کبیر کی وفات ۷۹۷ہجری میں مسرور پور ظفر آباد میں ہوئی اور آپ وہیں کی خاک میں آرام فرما ہوئے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحب زادہ شیخ محمد قدس سرہٗ پر سرپرست کی حیثیت سے حضرت مخدوم اشرفؒ نے توجہ فرمائی اور انہیں علوم ظاہری سے آراستہ کرکے درس حدیث دیا حضرت مخدوم اشرفؒ نے آپ کے صاحبزادہ شیخ محمد قدس سرہٗ کو ''دریتیم'' کے خطاب سے نوازا اور انہیں بیعت کر کے خلافت کی پگڑی عطا کی بعدہٗ حضرت مخدوم اشرف قدس سرہٗ نے مسرور پور میں ایک سوداگر کی لڑکی سے انکی شادی کروادی۔

حضرت شیخ کبیر قدس سرہٗ کے وصال کے بعد انکے صاحبزادہ شیخ محمد اپنے والد محترم (حضرت شیخ کبیرؒ) کے نقش قدم پر قائم رہے اور اس اطراف میں اشرفی خوشبو سے ہر مقامات کو خوب معطر کیا۔آج بھی مسرور پور (ظفر آباد) میں روحانیت کے ان ستاروں کی روشنی اور تابنا کی دیکھی جاسکتی ہے حضرت شیخ کبیرؒ اور حضرت شیخ محمد نے ظفر آباد اور قرب وجوار کے علاقوں کو اسلام کی روشنی سے خوب منور کیا۔

حضرت شیخ کمال جائسی

حضرت شیخ کمال قدس سرہٗ قصبہ جائس کے باشندہ تھے۔آپ کے والد محترم کا وطن جائس ہی تھا۔جائس ایک مشہور و معروف خطہ ہے جہاں سے علوم وفنون اور شعروادب کی شعاعیں پھوٹی ہیں اور قرب و جوار روشن ومنّور رہا ہے ملک محمد جائسی نے جائس کی شہرت کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیاں دور دور تک پھیلایا تھا۔ ملک محمد جائسی ایک صوفی منش شاعر تھا۔انہوں نے اپنی شعری اور ادبی خوشبوؤں سے اپنی حیات میں سارے ہندوستان کو معطر کردیا تھا۔

حضرت شیخ کمال جائسی اُسی تاریخی خطہ میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے تھے۔آپ نے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ سے شرف بیعت حاصل کیا تھا بعدہٗ آپ نے انؒ کی خدمت میں رہکر راہ سلوک کو طے کیا اور انکے ہاتھوں آپ کی دستار بندی ہوئی تھی۔آپ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ کے قابل قدر خلفاء میں سے ایک ہیں۔

حضرت شیخ کمال جائسی نے مذہب اسلام اور دین محمدیؑ کی خوب خدمت کی ہے۔اسلام پھیلانے میں آپ نے اپنی زندگی کے بیشتر حصّوں کو صرف کیا اور پیرومرشد کے فرمان کے مطابق دل کی صفائی اور نیت کی صفائی پر زیادہ زور دیتے تھے۔آپ نے عوام وخواص کو بھی یہی تعلیم دیا اور اس پر گامزن رہنے کی تاکید کرتے تھے۔آپ روحانیت کے ایک روشن چراغ تھے،جسکی روشنی آج بھی جائس میں موجود ہے آپ کا تاریخ وصال راقم کو دستیاب نہ ہوسکا۔لیکن آپ کا وصال جائس میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔آپ کے مزار شریف پر روزانہ بارش رحمت ہوتی ہے۔

حضرت شمس الدین اودھی قدس سرہٗ

حضرت شمس الدین قدس سرہٗ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے معروف خلیفہ ہیں۔ آپ اودھ کے باشندہ تھے اور اجودھیا میں رہتے تھے۔ واضح ہو کہ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے اپنے لئے اودھ میں اودھ کے ایک منصب دار سیف خاں کے اصرار پر اپنی خانقاہ بنوائی تھی اور حضرت شمس الدین قدس سرہٗ اسی خانقاہ میں رہتے تھے۔ جب حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے دل میں زیارت کعبہ شریف کی خواہش بیدار ہوئی تو آپ کمر بستہ ہوئے اور رودلی سے اجودھیا جاکر اسی خانقاہ میں چندروز قیام فرمایا تھا۔ بعدہٗ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ اجودھیا سے زیارت بیت اللہ کیلئے روانہ ہوئے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے اجودھیا میں قیام کے دوران خانقاہ میں حضرت شمس الدین قدس سرہٗ (حضرت کے خلیفہ) اپنے ہاتھوں سے خود کھانا پکایا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت شمس الدین کا ہاتھ کھانا پکاتے ہوئے جل گیا۔ آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ آپ کے پیرومرشد حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ نے فرمایا شمس الدین غم نہ کرو یہ زخم زخم نہیں ہے بلکہ یہ زخم ولایت کا داغ ہے۔ مطلب یہ تھا کہ اللہ والوں کو اپنا کام اپنے ہاتھوں سے کرنا چاہیئے۔ حضرت شمس الدین قدس سرہٗ اپنے پیرومرشد حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے ساتھ حج کے سفر میں جانے کے خواہشمند تھے لیکن پیرومرشد حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے آپ (حضرت شمس الدین قدس سرہٗ) کو اودھ خصوصاً ابودھیا کے لوگوں کی اصلاح اور انکی رشدو ہدایت کا کام سپرد کیا۔

حضرت شمس الدین زندگی بھر اودھ (ابودھیا) کے لوگوں کو دین واسلام کا جام پلاتے رہے اور انکی اصلاح کرتے رہے۔آپ نے بیعت حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ سے حاصل کر کے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تھے آپ اپنے پیرومرشد کے حکم کو بہ سروچشم مانتے اور اُن کے حکم کو کبھی ردنہیں کرتے تھے آپ نے اجودھیا اور نواح اودھ کے علاقوں کو دین و مذہب کی روشنی سے منوّر کیا جس علاقوں میں آپ کے پیرومرشد حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ نے اسلامی چراغ روشن کئے تھے

حضرت شمس الدین قدس سرہٗ نے اجودھیا اور نواح اودھ کے علاقوں میں اسلام کی خوب نشر واشاعت کی اور وہاں کے قرب وجوار کو دین محمدیؐ کی خوشبو سے خوب معطر کیا، غرض کہ آپ روحانیت کے خوشبودار پھول تھے اور آپ کی موجودگی سے اجودھیا اور اودھ کا علاقہ اسلامی خوشبو سے مہکتا رہا اور آج بھی مہک رہا ہے۔

حضرت شمس الدین قدس سرہٗ نے حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کی صحبت میں رہکر علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل کی تھی اور راہ سلوک کے مدارج کو طے کیا تھا۔حضرت مخدوم آپ کو بہت چاہتے تھے اور آپ کے بارے میں فرماتے

''اشرف شمس اور شمس اشرف از ہم جدا نہ اند''

یعنی اشرف شمس اور شمس اشرف ایک دوسرے سے جدُا نہیں ہیں۔اس قول سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی محبت آپکے پیرومرشد کے دل میں بہت زیادہ تھی۔

حضرت شمس الدین اودھی قدس سرہٗ اپنے پیرومرشد حضرت سید مخدوم اشرف

سمنانی قدس سرہٗ کے وصال کے وقت کچھوچھہ میں موجود تھے اور آپ کو حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے اپنے حجرہ میں بلا کر فرمایا تھا کہ میرے وصال پر غم نہ کرنا اور حضرت سید عبدالرزاق کا ساتھ دینا اور انکی دلجوئی کرنا واضح ہو کہ حضرت شمس الدین قدس سرہٗ اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم کے جنازہ کی نماز پڑھا تھا اور وقت مدفون کچھوچھہ میں موجود تھے حضرت شمس الدین اودھی قدس سرہٗ کی تعلیم وتربیت حضرت سید مخدوم سمنانی قدس سرہٗ نے خصوصی توجہ کے ساتھ فرمائی تھی آپکو علاقہ اجودھیا میں دعوت حق کی ذمہ داری پیرومرشد نے تفویض فرمائی تھی۔ حضرت شمس الدین اودھی قدس سرہٗ ''فریادرس'' کے لقب سے اجودھیا میں مشہور تھے۔ واضح ہو کہ اجودھیا میں ایک مجذوب بھی رہتے تھے جنکا نام ابراہیم تھا۔ ابراہیم مجذوب سے حضرت اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کو ابودھیا میں ملاقات ہوئی تھی ،جیسا کہ بیشتر مورخین نے اپنی اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت سیف خاں قدس سرہٗ اودھ

حضرت سیف خاں قدس سرہٗ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں جو (حضرت سیف خاں قدس سرہٗ) اودھ کے حاکم اور منصب دار تھے۔ آپ کی ولادت کب اور کہاں ہوئی اس کا علم راقم کو نہ ہو سکا لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ آپ نے شرف بیعت حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ سے حاصل کیا تھا۔

حضرت سیف خاب اودھ میں رہتے تھے۔ آپ کے بیعت حاصل کرنے کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے قیام کچھوچھہ (روح

آباد) کے درمیان حضرت سیف خاں قدس سرہٗ آپ (حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ) کی خدمت میں بیعت و مرید ہونے کیلئے حاضر ہوئے۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ امراء اور روساء اپنی ملازمت میں رہکر بیعت و مرید کے فرائض کو انجام نہیں دے سکتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت سیف خاں قدس سرہٗ نے اپنی ملازمت کو ترک کر کے درویشی لباس زیب تن کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن حضرت سید مخدوم اشرف نے آپ کو اس وقت منصب چھوڑنے کی اجازت نہ دی۔

حضرت سیف خاں کو حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ سے والہانہ محبت تھی اور انکے اصرار پر حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے اپنی ایک خانقاہ اودھ میں بنائی۔ بعدہٗ حضرت مخدوم نے آپ (حضرت سیف خاں) کو اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کیا اور علوم باطنی سے مالا مال فرمایا۔

حضرت سیف خاں نے دین و اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑا اور اکثر آپ عوام و خواص کو شریعت اور دین محمدی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ نے تاحیات اصلاح معاشرہ کا کام کیا اور اسلام کی نشر و اشاعت میں اپنی جان لڑا دی اور دولت کو خرچ کیا۔

مولانا غلام الدین جائسی قدس سرہٗ

حضرت مولانا غلام الدین قدس سرہٗ قصبہ جائس میں ہوش سنبھالا تھا اور جائس کے ہی مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی بعدہٗ ازاں علوم عربیہ کے لئے تحصیل کے لئے دوسرے شہروں کا سفر کیا اور سند یافتہ ہوئے تھے۔ راقم کو یہ پتہ نہ چل سکا کہ آپ

کے استاذ محترم کا کیا نام تھا۔ آپ قصبہ جائس ہی کے رہنے والے تھے۔ قصبہ جائس ویسے علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے۔ آپ ظاہری تعلیم حاصل کر کے مقام مولانا تک پہونچے تھے۔ آپ نے حضرت اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کر کے حضرت مخدوم کی ہی خدمت میں رہکر راہ سلوک کو طے کیا تھا۔ نیز آپ کے خلافت کی دستار بندی حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے ہاتھوں سے ہوئی تھی۔

حضرت مولانا غلام الدین قدس سرہٗ کے ایک پیر بھائی حضرت کمال الدین بھی قصبہ جائس میں موجود تھے ان دونوں پیر بھائیوں میں کافی الفت اور شفقت تھی اور پیر و مرشد کی نگاہ میں سرمہ کی طرح تھے۔ دونوں حضرات نے قصبہ جائس میں تا عمر رشد و ہدایت کا کام انجام دیا تھا۔

حضرت مولانا غلام الدین اپنے وعظ و تقریر کے ذریعہ اسلام کی نشر و اشاعت میں اہم رول انجام دیا ہے۔ حضرت موصوف زندگی بھر دین محمدیؐ کی تعلیم لوگوں کی دیتے رہے اور مذہب اسلام کے فروغ و ترقی کا کام کرتے رہے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے ایک محبوب خلیفہ تھے۔ اسلئے کہ حضرت مخدوم قدس سرہٗ علم والوں کی قدر کرتے تھے۔

حضرت مولانا غلام الدین قصبہ جائس میں علم و ادب کی ترقی میں بھی پیش پیش رہے اور اسلام کی نشو نما کیلئے بھی کوشاں رہے۔

حضرت غلام الدین جائسی قدس سرہٗ کو اپنے پیر و مرشد سے جو ہدایت ملی تھی آپ اس ہدایت پر زندگی بھر قائم رہے اور دوسروں کو بھی اس ہدایت پر قائم رہنے کی ہدایت کرتے تھے۔ آپ روحانیت کے چمکدار گوہر تھے جسکی روشنی جائس میں پھیلی ہوئی

تھی اور آج بھی آپ کی روحانی روشنی سے قصبہ جائس منور ہے۔

حضرت غلام الدین جائسیؒ نے اشرفی جام لوگوں کو خوب پلایا اور وہاں کی عوام اس اشرفی جام کو پی کر مدہوش رہی۔ آپ نے قصبہ جائس اور قرب و جوار کے علاقوں میں مذہب اسلام کی خوب نشر و اشاعت کی اور لوگوں کو شربت اسلام سے خوب نوازا۔ آپکی وفات جائس میں ہوئی اور یہیں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار اقدس جائس میں مرجع خلائق ہے آپ کے مزار شریف پر زائرین حاضر ہوتے ہیں اور اپنے دل کی مراد پاتے ہیں۔ الغرض آپ جائس والوں کیلئے قابل فخر بزرگ ہیں۔

حضرت علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی نے اپنی کتاب ''روحانی حکایات'' (مطبوعہ ضیاالدین پبلی کیشنز، پاکستان) میں ایک واقعہ کتاب ''تذکرہ مخدوم'' کے صفحہ ۳۴ سے نقل کیا ہے کہ حضرت مخدوم اشرفؒ ایک مرتبہ قصبہ جائس رائے بریلی میں قیام فرما تھے۔ مخدوم چونکہ چشتی نسبت رکھتے تھے۔ اسلئے آپ کے اصحاب ''ذکر جہری'' زور شور سے کرتے تھے۔ قصبہ جائس کے ایک فقیہ عالم حضرت مولانا غلام الدین جائس نے ذکر کا شور سن کر فرمایا کہ یہ غوغائی لوگ کہاں سے آ گئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا غلام الدین جائسی ایک بزرگ کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ اتفاق سے اس مجلس میں حضرت مخدوم اشرفؒ بھی موجود تھے۔ ان بزرگ سے اپنے اصحاب کے تعارف کی درخواست کی تو قبل اسکے کہ بزرگ صاحب کو جواب دیں حضرت مخدوم اشرف نے فرمایا کہ یہ لوگ تو غوغائی ہیں۔ حضرت مولانا غلام الدین جائسی نے تو یہ بات ایک مکان کی کوٹھری میں کہی تھی اور حضرت مخدوم اشرفؒ کی زبان مبارک سے یہ بات سن

کر حیرت زدہ ہوئے اور مارے ندامت کے شرم سے پانی پانی ہوگئے اور دست بستہ معذرت کے خواہاں ہوئے

واضح ہو کہ حضرت مولانا غلام الدین حضرت مخدوم اشرف کی اسی سیرت و شخصیت اور اوصاف حمیدہ کو دیکھ کر آپ سے مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی اور حضرت مولانا غلام الدین حضرت مخدوم سے مرید ہو کر حضرت اشرف جہانگیرؒ کی مریدی تسبیح کے ایک آب دار دانہ بن گئے تھے جنکی روحانی روشنی سے قصبہ جائس منور و تابناک ہے۔ غرض کہ حضرت غلام الدین جائسی نے حضرت مخدوم سے دستار خلافت حاصل کیا تھا اور مخدوم کی صحبت سے مستفیض ہوئے تھے۔

حضرت سید عبدالوہاب قدس سرہٗ

حضرت سید عبدالوہاب قدس سرہٗ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے محبوب خلیفہ ہیں۔ آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے بے حد محبت وعقیدت تھی۔ آپ نے شرف بیعت حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے پاکر مرتبۂ خلافت پر فائز ہوئے تھے۔ آپ نے سلوک کی تعلیم بھی اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے پائی تھی۔ آپ سید تھے جیسا کہ آپ کے نام کے ساتھ ''سید'' جڑا ہوا لفظ ظاہر کرتا ہے۔

حضرت سید عبدالوہاب قدس سرہٗ کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ حضرت مخدوم قدس سرہٗ (آپکے پیر و مرشد) نے ایک مرتبہ کسی کام سے آپکو دہلی بھیجا۔ آپ دہلی روانہ ہوئے اور دہلی پہونچے بعدہٗ جب آپ دہلی سے واپس آئے تو آپ کے پاؤں

میں آبلے پڑ گئے تھے۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو اپنا جوتا مرحمت کیا۔ حضرت سید عبدالوہاب قدس سرہٗ نے جوتے پہننے کے بجائے اپنے سر پر رکھ لیا اور اسی حالت میں چالیس روز تک سڑکوں پر گھومتے رہے غرض کہ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کا عنایت کردہ جوتا آپ کے سر کا تاج بن گیا تھا۔ بزرگوں کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے جوتا کو حضرت امیر خسروؒ نے نیلام میں ایک لاکھ روپے میں خریدا اور اپنے سر پر رکھ کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں پہونچے حضرت نظام الدین اولیاء یہ دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور کہا کرتے تھے کہ خدا محشر میں پوچھے گا کہ کیا لائے ہو تو میں اس ترک بچہ (امیر خسروؒ) کو پیش کر دونگا گویا حضرت مخدوم اشرفؒ کو بھی حضرت سید عبدالوہاب پر اسی طرح ناز تھا جس طرح حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کو حضرت امیر خسروؒ پر تھا۔

حضرت مولانا ابوالمظفر محمد لکھنوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا ابوالمظفر قدس سرہٗ لکھنؤ میں رہتے تھے۔ آپکے آباو اجداد کا وطن لکھنؤ ہی تھا۔ آپ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور انکی صحبت میں رہکر آپ نے راہ سلوک کو طے کیا تھا۔ بعدہٗ آپ کے خلافت کی دستار بندی انہی کے ہاتھوں سے ہوئی آپ نے اشرفی خوشبو سے لکھنؤ اور اسکے قرب و جوار کے علاقے کو خوب معطر کیا اور دین محمدی اور مذہب اسلام کی نشر و اشاعت میں مصروف رہے آپ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے معروف خلفاء میں سے ایک ہیں۔

حضرت مولانا ابوالمظفر محمد لکھنوی قدس سرہٗ نے ابتدائی تعلیم والد محترم سے پائی تھی۔ بعدہٗ اعلیٰ تعلیم کیلئے لکھنؤ کے مدرسہ سے منسلک ہوکر سند یافتہ ہوئے تھے۔آپ بحثیت مولانا تھے جیسا کی آپ کے نام کے ساتھ جڑا ہوالفظ ''مولانا'' ظاہر کرتا ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ وعظ نصیحت کر کے اسلام کی خوب اشاعت کی ہوگی حدیث اور قرآن حکیم کی آوازوں کو دور دور تک پھیلایا ہوگا۔

حضرت مولانا ابوالمظفر لکھنوی قدس سرہٗ اپنے دور کے مشہور عالم وفاضل تھے۔آپ فارسی زبان کے ایک فصیح و بلیغ شاعر بھی تھے۔آپ نے اپنے پیر ومرشد حضرت مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہٗ کی شان اقدس میں ایک قصیدہ بھی قلمبند کیا تھا۔

اس قصیدہ کے مطالعہ سے آپ کی بلند خیالی اور آپکے قلم کی بندش کا پتہ چلتا ہے۔آپ شہرت یافتہ بزرگ تھے۔لکھنؤ میں آپکی شہرت حیات میں بھی تھی اور بعد وصال بھی آپ لکھنؤ میں قابل قدر بزرگان میں سے ایک ہیں عوام کو آپ سے والہانہ محبت تھی۔آج آپ کے مزار اقدس پر زائرین حاضر ہوکر آپ کے قبر مبارک کی زیارت کرتے ہیں اور آپ کی دعاؤں سے اپنے مقصد میں نصرت حاصل کرتے ہیں۔

آپ کی وفات لکھنؤ میں ہوئی اور آپ لکھنؤ میں ہی مدفون ہوئے واضح ہو کہ لکھنؤ میں حضرت مینا شاہ کی درگاہ بھی واقع ہے اور عوام وخواص انکی درگاہ پر بھی حاضر ہو کر صاحب قبر سے دعا کے طالب ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ خیر الدین سدھوری قدسرہٗ

حضرت شیخ خیر الدین سدھوری قدس سرہٗ حضرت سید مخدوم اشرف

جہانگیر قدس سرہ کے ممتاز خلیفہ ہیں سدھور میں آپ کا شمار جید علماء میں ہوتا تھا۔ آپ حضر
ت مخدوم اشرف قدس سرہٗ سے مرید ہوئے بعدہٗ آپ نے ان (مخدوم اشرف) سے
خرقہ ءخلافت حاصل کیا تھا۔ ویسے تو حضرت مخدوم کے جتنے خلیفہ ہوئے سبھی علماؤ فضلاء
میں سے تھے ۔ آپ کا مقام ایک اچھے بزرگ کی حیثیت میں سدھور میں
شمار ہوتا تھا۔ آپ نے آخری دم حیات تک اسلام کے گیسو کو سدھور میں سنوارااور جس
خوشبو کو حضرت مخدوم سے پایا اس خوشبو کو آپ نے سینکڑوں لوگوں کو سونگھایا۔ آپ دین و
اسلام کی خدمت بے حد کی ہے۔ آج بھی سدھور میں آپ کی خوشبو کا احساس ہوتا ہے
۔ اشرفی خوشبو ویسے تو ہندوستان کے بیشتر خطوں میں منتشر ہے لیکن کچھوچھہ اور اسکے
قرب وجوار کے اضلاع میں یہ خوشبو خوب پھیلی اور آپ (حضرت مخدوم قدس سرہٗ) کے
خلفاء نے اس خوشبو کو جہاں تک ہوسکا خوب پھیلایا جسکی مہک آج بھی اُتر پردیس کے
گوشہ گوشہ میں سونگھی جاسکتی ہے۔

حضرت شیخ خیر الدین قدس سرہٗ روحانیت کے ایک تابندہ ستارہ تھے جنکی روشنی
آج بھی سدھور میں پھیلی ہوئی ہے۔

آپکا وصال سدھور میں ہوا اور سدھور میں مدفون ہوئے ۔ مزار پاک سدھور
میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت قاضی محمد سدھوری قدس سرہٗ

حضرت قاضی محمد سدھوری قدس سرہٗ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ
کے ایک نامور خلیفہ ہیں جن کی ولادت سدھور میں ہوئی اور وہیں رہتے تھے اسلئے سدھوری

کہلاتے ہیں ۔آپ سدھور میں قاضی کے عہدہ پر فائز ہوئے تھے۔آپ نے حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے مرید ہوکر درجہء خلافت حاصل کیا تھا۔آپ کا شمار سدھور میں ایک نامور بزرگ کی حیثیت سے ہے۔آپ علوم باطنی اپنے پیرومرشد سے حاصل کرکے سلسلہء شجرہء چشتیہ کے ایک بزرگ کامل بن کر چمکے ۔آپ نے سدھور میں اسلام کی روشنی پھیلائی اورقرب و جوار کے علاقوں کواسلامی رنگ میں رنگا ۔آپ روحانیت کے ایک چمکدار گوہر تھے۔اس روحانی چمک کوآپ کے پیرومرشد نے پہچاناتھا۔کہاوت مشہور ہے کہ جوہری ہی جوہرکو پہچانتا ہے۔یہی وجہ تھی کہ آپ اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم اشرف قدس سرہٗ کی آنکھوں میں رہتے تھے۔

آپ نے تاعمر اسلام کے فروغ وترقی کا کام کیا اوراشرفی خوشبوکو دور دور تک پھیلایا۔آپ علوم عربیہ سے آراستہ تھے اور علوم وفنون میں آپ کومہارت حاصل تھی ۔آپ کا انتقال سدھور میں ہوا۔اورمزار شریف سدھور میں واقع ہے۔آج بھی آپ کے مزار شریف پرلوگوں کا ازدھام رہتا ہے۔آپ کے مزار شریف پر حاجت مند حاضر ہوکر مرادوں کے پھول سے اپنا دامن بھرتے ہیں۔

حضرت شیخ صفی الدین سیفی قدس سرہٗ اودلی

حضرت شیخ صفی الدین سیفی قدس سرہٗ ،حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کے معزز خلیفہ ہیں ۔حضرت مخدوم اشرف قدس سرہٗ جب رودلی تشریف لے گئے تھے تو آپ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے تھے ۔حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے آپ کوحلقہء ارادت میں داخل کرکے آپ

کوسلوک کی تعلیم دی اور خرقہ ٔ خلافت عطا فرمایا تھا آپ کی محبت پیرو مرشد حضرت مخدوم اشرف قدس سرہٗ کو اس قدر تھی کہ انہوں نے رودلی میں چالیس دن تک قیام فرمایا تھا۔

حضرت شیخ صفی الدین سیفی قدس سرہٗ روحانیت کے ایک روشن چراغ تھے اور اس چراغ کو حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے اپنے ہاتھوں سے جلایا تھا۔ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں بزرگوں کے چراغ سے چراغ جلتا رہا اور اس ملک میں دین محمدی اور مذہب اسلام کی نشر و اشاعت ہوتی رہی۔

حضرت شیخ صفی الدین سیفی قدس سرہٗ شریعت کے پابند اور اسلامی قوانین کے دلدادہ اور خیر خواہ تھے۔ آپ نے تاحیات فروغ اسلام کا کام کیا اور رودلی اور اسکے قرب وجوار میں اسلام کی شاخوں کو بلند و بالا کیا تھا آپ کی روحانی روشنی سے رودلی کا علاقہ آج بھی روشن و تابناک ہے۔ اور چاروں اطراف روحانیت کی خوشبو سے معطر نظر آتے ہیں۔ صاحب دل حضرات آپ کے مزار شریف پر حاضر ہوتے ہیں اور آپ کی محبت پاتے ہیں۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتُ

(اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔)

حضرت شیخ سماء الدین قدس سرہٗ رودلی

حضرت شیخ سماء الدین حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے محبوب خلیفہ ہیں۔ حضرت شیخ سماء الدین قدس سرہٗ نے حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی بیعت سے اس وقت سرفراز ہوئے جس وقت حضرت مخدوم قدس سرہٗ کا قیام رودلی میں تھا واضح ہو کہ اسی قیام کے دوران حضرت شیخ صفی الدین سیفی بھی حضرت مخدوم کی بیعت سے سرفراز ہوئے تھے۔ حضرت شیخ سماء الدین قدس سرہٗ اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی بڑی قدرومنزلت کرتے تھے۔ آپ نے راہ سلوک اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم کی خدمت میں رہ کر طے کیا تھا۔ آپ بے حد متقی اور پرہیزگار تھے۔ اور عوام وخواص کو پرہیزگاری کی تعلیم دیتے تھے آپ نے شریعت کا جام حضرت مخدوم کے ہاتھوں پیا تھا اور دوسروں کو شریعت کے جام زندگی بھر پلائے۔ عمر بھر آپ نے قرآن اور حدیث کی باتوں پر عمل کیا اور عوام کو قرآن اور حدیث کی باتیں سناتے رہے اور اس پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین کرتے رہے۔

حضرت شیخ سماء الدین اہل اللہ کی قدر کرتے تھے۔ آپ رودلی میں رہتے تھے اور وہاں اسلام پھیلانے میں کوشاں رہے۔ آپ کے آباء واجداد کا گھر رودلی ہی تھا۔

حضرت شیخ سلیمان دہلوی قدس سرہٗ

حضرت شیخ سلیمان دہلوی قدس سرہٗ کو بیعت وخلافت حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہٗ سے ملا تھا۔ آپ مخدوم اشرف قدس سرہٗ کے ممتاز خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ دہلی کے باشندہ تھے جیسا کہ آپ کے نام کے ساتھ لفظ ''دہلوی'' جڑا ہوا ہے

ویسے دہلی تو بائس خواجہ کی چوکھٹ کہلاتی ہے وہاں آپ کی موجودگی بھی سونے پر سہاگہ کا کام کرتی تھی۔

حضرت شیخ سلیمان دہلوی روحانیت کے ایک مہکتے گلاب تھے جن کی خوشبو سے دہلی کا علاقہ ایک مدت تک مہکتا رہا۔ آپ نے عمر بھر اسلام کی اشاعت اور دین کے فروغ کا کام کیا تھا، چونکہ یہی سبق آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم اشرف قدس سرہٗ سے ملا تھا۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے آپ کو مرید کرنے اور خلیفہ بنانے کے بعد حکم فرمایا تھا کہ بے دینوں کو دین اسلام میں داخل کریں اور بے شریعت کو شریعت کی تعلیم دیں۔ اسی حکم کے تحت آپ نے عمر بھر آواز حق کو بلند کیا اور دین محمدی ﷺ کو پھیلایا۔

حضرت شیخ سلیمان دہلوی قدس سرہٗ شریعت کے حامی اور بدعت کے خلاف تھے۔ آپ اسی کی تعلیم تاعمر عوام کو دیتے رہے۔ آپ اشرفی گلاب تھے اور اس گلاب کی خوشبو سے دہلی کا روحانیت سے زرخیز علاقہ ایک زمانہ میں معطر رہا۔ قیاس ہے کہ آپ کا وصال دہلی میں ہوا ہوگا اور آپ وہیں مدفون ہوئے ہوں گے اس لئے کہ راقم کو آپ کے مزار شریف کا پتہ نہ چل سکا۔

حضرت شیخ سلیمان دہلویؒ نے شاہان تغلق کے دور حکومت کو دیکھا تھا۔ آپ اس زمانہ میں دہلی کے بزرگان سے ملے اور ان بزرگوں سے فیض حاصل کیا تھا۔ شاہان تغلق کا دور حکومت مذہب اسلام کے فروغ اور ترقی کا زمانہ رہا ہے۔ اس عہد میں ہندوستان میں مختلف جگہوں میں بزرگان دین حیات میں تھے اور اسلام کی روشنی سے ہندوستان کے خطوں کو روشن اور اجاگر کر رہے تھے۔ حضرت شیخ سلیمان دہلویؒ کے پیر و مرشد حضرت مخدوم اشرف نے سارے ہندوستان میں اسلام کا بگل پھونکا تھا جس کی آواز کو ہندوستانی عوام سن سن کر مدہوش ہو رہی تھی۔ بعدہٗ اسلام کی اشاعت کی شہنائی حضرت مخدوم اشرفؒ نے اپنے

خلفاء کو تھمائی۔ حضرت سلیمان دہلویؒ بھی اسلامی شہنائی بجا کر دہلی کی عوام کو بے خود کر دیا تھا۔

واضح ہو کہ یکے بعد دیگرے بزرگان دین کے ذریعہ دہلی کے علاقوں میں اسلامی شہنائی بجتی رہی اور وہاں کی عوام اس اسلامی شہنائی کی آواز پر اپنی جان نچھاور کرتی رہی۔

حضرت شیخ سلیمان دہلویؒ روحانیت کی کتاب کے ایک روشن باب ہیں جس کو قیامت تک لوگ پڑھتے رہیں گے اور اشرفی خوشبو کی مہک اٹھتی رہے گی۔ آپ کے متعلق ''لطائف اشرفی'' میں تحریر ہے کہ آپ محدث اور فقیہ تھے اور لوگوں کو حدیث کی باتیں بتاتے اور اسلام کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین کرتے تھے۔

حضرت شیخ معروف دہلوی قدس سرہٗ

حضرت شیخ معروف دہلوی قدس سرہٗ نے بیعت حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے دہلی میں حاصل کیا تھا۔ اس وقت جب حضرت مخدوم قدس سرہٗ سیر و سیاحت کے لئے کچھوچھہ سے روانہ ہوئے اور دہلی پہنچے تھے۔

بعدہٗ حضرت شیخ معروف دہلویؒ نے راہ سلوک حضرت مخدوم اشرف کی صحبت میں طے کیا اور خلافت کے مقام پر فائز ہوئے تھے آپ کا نام حضرت شیخ معروف قدس سرہٗ ہے اور آپ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے خلفاء میں معروف ہیں۔ آپ نے زندگی بھر روحانیت کی ضیاء سے دہلی کو اجاگر کیا اور وہاں اسلام کی روشنی پھیلائی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ نے دہلی کو اسلامی لباس پہنا کر خوبصورتی بخشی تھی بعدہٗ اسی سلسلۂ چشتیہ کے دیگر بزرگان نے اس خطہ کو لازوال شہرت عطا کی راقم کا خیال ہے کہ حضرت شیخ معروف دہلوی بھی سلسلہ چشتیہ کے ایک معروف بزرگ ہیں ممکن ہے دہلی کی

شہرت میں حضرت شیخ معروف کا بھی حصہ رہا ہو۔

حضرت شیخ معروف دہلوی قدس سرہٗ تاحیات اسلام کی خدمت کرتے رہے اور دین محمدی ﷺ کو پھیلانے میں مصروف رہے آپ روحانیت کے علمبردار، دین حق کے پرستار اور بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ کا کام شریعت کے خلاف نہیں ہوتا تھا۔ آپ عوام کو قرآن وحدیث کی باتیں سناتے اور دائرہ اسلام میں لاتے تھے۔ آپ نے دہلی میں اسلام کی بکھری ہوئی زلفوں کو سلجھایا تھا۔ واضح ہو کہ حضرت شیخ معروف دہلوی قدس سرہٗ اپنے پیرو مرشد حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے وصال کے وقت کچھوچھہ میں موجود تھے اور ان کی تدفین کے وقت حاضر تھے۔ حضرت شیخ معروف دہلوی قدس سرہٗ کو مخدوم سمنانیؒ نے وصال سے قبل اپنے پاس بلا کر کہا تھا کہ میری وفات پر غمگین نہ ہونا اور میرے معنوی فرزند حضرت سید عبدالرزاق نور العین قدس سرہٗ کا ساتھ دینا اور اس کی دلجوئی کرنا۔

حضرت شیخ معروف دہلوی قدس سرہٗ نے دہلی میں جام اجل نوش فرمایا۔ آپ دہلی میں سپرد خاک ہوئے۔ آج بھی آپ کے مزار اقدس سے اشرفی خوشبو اٹھ رہی ہے جس کا احساس اہل نظر کر سکتے ہیں۔

حضرت شیخ معروف دہلوی قدس سرہٗ زندگی بھر اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور غیر مسلموں کو کلمہ حق پڑھا کر مسلمان بناتے رہے۔ آج ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی بزرگان دِین کی دَین ہے۔ زیارت کرنے والے آپ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر اپنی مراد پاتے ہیں۔

حضرت شیخ معروف دہلوی قدس سرہٗ مختلف علوم فنون میں مہارت رکھتے تھے اور تقویٰ کے اعتبار سے آپ اپنے زمانہ کے حضرت جنید بغدادیؒ اور حضرت شبلی سمجھے جاتے

تھے۔آپ ایک قابل فخر بزرگ ہیں۔

حضرت شیخ عبداللہ بنارسی قدس سرہٗ

حضرت شیخ عبداللہ بنارسی قدس سرہٗ کے اجداد کرام کا وطن بنارس تھا۔آپ کی ولادت اور پرورش بنارس میں ہوئی تھی۔آپ جس وقت بنارس میں حیات تھے۔اس وقت ہندوستان میں شاہان تغلق کی حکومت زوال پر تھی اور جون پور میں شرقی خاندان کے سلطان ابراہیم شرقی حکومت کرر ہے تھے۔بنارس ہندوؤں کا ایک قدیم شہر ہے وہاں متھرا اور کاسی ہندوؤں کی دو تیرتھ گاہیں ہیں وہاں اس زمانہ میں ہندو راجہ راج کرتے تھے۔پروفیسر لطف الرحمٰن صدر شعبہ اردو بھاگلپور یونیورسٹی ''بھاگلپور نے ادبی ماحول نمبر'' (ماہنامہ سہیل گیا) میں تحریر فرمایا ہے کہ تغلق بادشاہ کے زمانہ میں حضرت مولانا شہباز محمد بھاگلپوری قدس سرہٗ کے آباءاجداد کرام نے بنارس میں ایک ہندو راجہ سے جنگ لڑی تھی جس میں حضرت مولانا کے آباء واجداد کے سولہ اشخاص شہید ہوئے تھے جنکی قبریں بنارس میں واقع ہیں۔واضح ہو کہ حضرت مولانا بھاگلپوریؒ حضرت امام حسینؓ کے خاندان میں سے تھے جنکے آباءاجداد کرام کرمان سے لاہور بعدہٗ بنارس آکر آباد ہو گئے تھے۔راقم اس بیان سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ شاہان تغلق کے زمانہ میں بنارس میں ہندو راجہ کہ حکمرانی تھی۔

حضرت مخدوم اشرف ۷۷۹ھ ہجری میں پنڈوہ سے بنارس آئے اور وہاں ایک عرصہ تک قیام فرمایا تھا۔حضرت عبداللہ بنارسیؒ اسی عہد میں حضرت مخدوم کے قیام بنارس کے دوران حضرت مخدومؒ سے شرف بیعت حاصل کیا اور بعد میں آپ کو پیرومرشد کی جانب سے تاج خلافت عطا ہوا تھا۔

پروفیسر سید عبدالباری صدر شعبہ اردو جی ایس پی جی کالج (اودھ یونیورسٹی)

سلطان پور (یو پی) اپنی کتاب "اشرف جہانگیر" میں رقمطراز ہیں کہ حضرت مخدوم ۷۸۲ھ ہجری میں اپنے پیرومرشد حضرت علاء الحق پنڈوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واپسی میں بنارس میں دو بار قیام کیا تھا۔ حضرت مخدوم اشرف نے لوگوں کو بنارس میں قیام کے دوران دین محمدی ﷺ کا ساغر پلا کر سرشار کیا اور دائرہ اسلام میں لایا تھا۔ یہ فیروز شاہ تغلق کا آخری زمانہ تھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم اشرف فیروز شاہ تغلق کے عہد میں بنارس وارد ہوئے تھے۔ اور اسی زمانہ میں مولانا شہباز محمد بھاگلپوری قدس سرہٗ کے آباء و اجداد کرام نے بنارس میں ایک ہندو راجہ سے جنگ لڑی تھی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بنارس میں ہندوؤں کا غلبہ تھا حضرت مخدوم اشرفؒ نے اپنی کوششوں سے وہاں مذہب اسلام کی شمع روشن کی اور اس خطۂ اراضی کو دین محمدی ﷺ کی روشنی سے اجاگر کیا تھا۔ بعدہٗ حضرت مخدوم نے وہاں کی عوام کو کلمہ حق پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ حضرت مخدوم کے خلیفہ حضرت شیخ عبداللہ بنارسیؒ نے بھی اپنے پیرومرشد کے بعد اسلام کی شاخوں کو بنارس میں پھیلایا۔ واضح ہو کہ جس پودے کو حضرت مخدومؒ نے بنارس میں جنم دیا تھا اس پودے کی آبیاری حضرت شیخ عبداللہ بنارسی بنارس میں تاحیات کرتے رہے۔

حضرت شیخ عبداللہ بنارسی اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم سے ملاقات کرنے برابر کچھوچھہ جایا کرتے تھے اور پیرومرشد کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتے تھے۔ حضرت شیخ عبداللہ بنارسی کا وصال بنارس میں ہوا اور آپ بنارس میں مدفون ہوئے۔ بنارس میں راقم کو آپ کے مزار شریف کی شناخت نہ ہوسکی۔ لیکن آپ کی روحانی کرنیں آج بھی بنارس میں ملتی ہیں اور آپ کی خوشبو بنارس کی فضاء میں موجود اور منتشر ہے۔

حضرت شیخ عبداللہ بنارسی حضرت سید مخدوم اشرفؒ کے ایک نامور خلیفہ تھے جنکی شہرت اس دور میں بنارس اور اس کے قرب و جوار میں پھیلی ہوئی تھی بنارس کے لوگ آپ کی

خدمت میں حاضر ہوکر اپنے قلب کو اسلامی رنگ میں رنگتے تھے۔

حضرت شیخ نظام الدین یمنی قدس سرہٗ

حضرت شیخ نظام الدین یمنی قدس سرہٗ حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ کے ایک ممتاز اور مشہور خلیفہ ہیں۔ آپ کے اجداد کرام کا وطن یمن تھا۔ آپ نے حضرت سید مخدومؒ سے مرید ہوکر راہ سلوک کو طے کیا بعدہٗ خلافت کے زینہ پر قدم رکھ کر عمامۂ خلافت حاصل کیا تھا۔

حضرت شیخ نظام الدین یمنی قدس سرہٗ نے ملک یمن میں ۷۵۰ھ میں حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ''لطائف اشرفی'' میں مذکور ہے کہ ملک یمن میں خلق اللہ پر آئے ہوئے مصائب کو رفع کرنے کی حضرت مخدوم اشرفؒ نے کوشش کی تھی اور اس غم میں آپ کا چہرۂ انور زرد پڑ گیا تھا۔ حضرت مخدوم اشرف قدس سرہٗ کی کوششوں سے وہاں کے لوگوں کو آفات سے نجات ملی۔ بعدہٗ حضرت سید مخدوم اشرف یمن سے ہندوستان کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت نظام الدین یمنی آپ کے ساتھ ہندوستان آئے اور کچھوچھہ میں حضرت کے ہمراہ رہنے لگے۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانیؒ جب کچھوچھہ (روح آباد) سے عرب اور فلسطین کے سفر پر نکلے تو اس سفر میں حضرت نظام الدین یمنی بھی حضرت کے ساتھ تھے اور اس سفر میں بدیع الدین قطب مدار بھی حضرت کے ہمسفر بنے اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت نظام الدین یمنیؒ کو حضرت شاہ مدارؒ کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ حضرت نظام الدین یمنیؒ حضرت مخدوم کے ساتھ روم اور شام کا دورہ بھی کیا تھا۔ حضرت مخدوم اپنے مرید نظام الدین یمنیؒ کو بہت چاہتے تھے اور عزیز رکھتے تھے۔ حضرت نظام الدین یمنیؒ کو بھی اپنے پیرد

مرشد حضرت مخدوم سے بہت الفت اور محبت تھی جسکا ثبوت یہ ہے کہ حضرت نظام الدین یمنی نے اپنے آبائی وطن کو خیر آباد کر کے حضرت کے ساتھ ہندوستان آئے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ آپ کی قبر مبارک کچھوچھہ میں موجود ہے جو زائرین حضرت مخدوم کے آستانہ مبارک کی زیارت کرتے ہیں وہ حضرات آپ کی قبر مبارک کی بھی زیارت کرتے ہیں اور آپ کی دعا سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

حضرت مخدوم اشرفؒ کے ساتھ آپ نے ایک عرصہ گزارا تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت مخدومؒ کے وہ تمام لطائف جو آپ نے حضرت مخدوم کی زبان مبارک سے سنا تھا قلمبند کرتے رہے اور حضرت کے وصال کے بعد اس لطائف کو کتابی شکل دیکر اسکا نام ''لطائف اشرفی'' رکھا جو بعد میں اشاعت پذیر ہوا۔

حضرت نظام الدین یمنیؒ اپنے پیر و مرشد حضرت سید مخدوم اشرف کے ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھے اور حضرت مخدوم کے بہت قریب تھے۔ آپ کو حضرت مخدومؒ کا خلیفہ اعظم کہا جائے تو غلط نہیں۔ اس بیان کے لئے آپ کی تصنیف کردہ کتاب ''لطائف اشرفی'' گواہ ہے۔

حضرت نظام الدین یمنیؒ کا وصال حضرت مخدوم اشرف کے وصال کے بعد کچھوچھہ میں ہوا اور آپ کچھوچھہ میں نیر شریف کے کنارے مدفون ہوئے۔ حضرت نظام الدین یمنیؒ ولی اور صوفی ہی نہیں بلکہ ایک فارسی زبان وادب کے شاعر بھی تھے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے عدل اور انصاف کے بارے میں ذیل کا اشعار قلمبند کیا تھا ملاحظہ ہو:

بدوران عدلش ہمہ روزگار ۔۔۔ گلستاں شدہ عدل اور دربار
زہے عدل وانصاف آں دادگر ۔۔۔ کہ بریش گرگے نہ بند و کمر

اگر جبل بر فرق موے گزر کند مور بر فیل آرد نظر

حضرت نظام الدین یمنیؒ تا زندگی تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ کا کام انجام دیتے رہے۔ آج بھی عوام کو آپ سے والہانہ محبت ہے۔ جب بھی آپ اپنے پیرو مرشد حضرت مخدوم کے ساتھ جہاں جہاں گئے اسلام کے پرچم کو بلند کیا آپ روحانیت کے علمبردار اور روشن ستارہ تھے۔ راقم آپ کے مزار شریف پر حاضر ہوا ہے اور فاتحہ خوانی کی ہے حضرت نظام الدین یمنیؒ روحانیت کے ایک مہکتے گلاب تھے جس کی خوشبو کچھوچھہ میں منتشر ہے۔

حضرت نظام الدین یمنیؒ اپنی تصنیف کردہ کتاب ''لطائف اشرفی'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ وہ پیرو مرشد حضرت مخدوم کی خدمت میں تقریباً تیس سال رہے اور ہر وقت اپنے پیرو مرشد سے اپنی قابلیت کے مطابق عرفان حق کی منزلیں طے کرتے رہے پیرو مرشد کی قربت نے تعلقات دینوی سے ان کا دل سرد کر دیا اور انہوں نے اپنی ساری زندگی اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کر دی تھی۔

حضرت نظام الدین یمنیؒ اپنے پیرو مرشد کے راز دار اور بہت قریب تھے۔ حضرت مخدومؒ کے تمام خلفاء میں حضرت نظام الدین یمنیؒ کا مقام ماہتاب کی طرح روشن اور چمکدار تھا۔ آپ تمام خلفاء پر فوقیت رکھتے تھے۔ عوام کو بھی آپ سے والہانہ محبت تھی۔ عوام اور حضرت مخدوم کے مریدان آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے غرض کہ آپ کی شخصیت و سیرت ایسے سنگ پارس کی طرح تھی جس کی پہچان آپ کے پیرو مرشد کی نگاہ میں آ چکی تھی۔
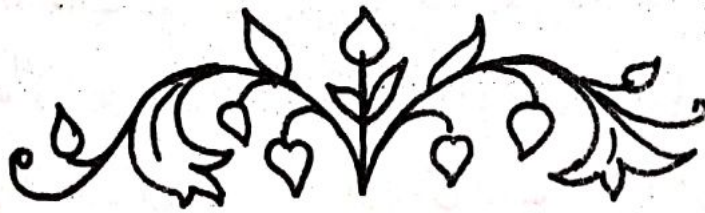
۱۲۳

حضرت قاضی حجتؒ

حضرت قاضی حجتؒ حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ سے بیعت ہوئے اوران کی صحبت میں رہکر راہ سلوک کو طے کیا تھا۔ دستار خلافت بھی آپ کو مخدوم اشرف نے باندھی تھی۔آپ کو پیر ومرشد (حضرت اشرفؒ) سے بیحد عقیدت اور محبت تھی اسلئے آپ پیرو مرشد سے دور رہنا نہیں چاہتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کچھو چھہ کے قریب ایک گاؤں میں اقامت پزیر ہو گئے تھے عوام کی دینی اوراخلاقی اصلاح کا کام آپ نے زندگی بھر کیا تھا۔ آپ کا وصال کچھو چھہ میں ہوا اور کچھو چھہ میں ہی سپرد خاک ہوئے۔آپ کا مزار شریف کچھو چھہ میں موجود ہے۔

واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے پیر ومرشد حضرت اشرف جہانگیرؒ سے یہ کہتے کسی مرید کو سنا کہ زیادہ گوشت کھانے سے طبیعت میں گرانی آجاتی ہے تو آپ نے گوشت کھانا ہی چھوڑ دیا تھا۔ ایک مرتبہ پیر ومرشد کے ساتھ دستر خوان پر موجود تھے اور کھانے کے وقت آپ نے گوشت نہیں کھایا۔ پیر ومرشد نے گوشت نہیں کھانے کی آپ سے وجہ پوچھی تو آپ نے قبل پیر مرشد کی کہی بات کو دہرا دیا۔ اور کہا بس اسی دن سے میری طبیعت گوشت کی طرف سے ہٹ گئی ہے آپ کے پیر مرشد مسکرائے اور کہا ہدایت کی یہ بات تو اس مرید کیلئے تھی دیگر کیلئے نہیں لہٰذا اشرف جہانگیر نے خود اپنے ہاتھوں سے آپ کو گوشت کا ٹکڑا کھلایا اور آپ کو خوش کر دیا اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے پیر مرشد کے قول پر عمل کرتے تھے حضرت قاضی حجتؒ حضرت مخدوم اشرفؒ کے چہیتے مرید وخلیفہ میں شمار ہوتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

تاریخ کی اہم شخصیتیں اور مخدوم اشرف جہانگیر

حضرت جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاریؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ نے بمقام اوچہ نزد ملتان حضرت جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے شرف نیاز حاصل کیا تھا۔

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ نے اوچہ ملتان میں جلال الدین بخاری کی خانقاہ میں حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ سے علم معرفت کی تعلیم حاصل کی تھی۔

حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ کو سمنان کی خانقاہ سکا کیہ میں حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ کا اثر انکی شخصیت اور کردار پر بہت گہرا ہوا تھا۔

حضرت شیخ عبدالرزاق کاسائیؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ نے شیخ عبدالرزاق کاشائیؒ کی صحبت سے استفادہ کیا تھا۔ حضرت شیخ عبدالرزاق شیخ محی الدین عربی کی تصنیف کردہ کتاب ''فصوص الحکم'' کے شارح اور کاشان کے باشندہ تھے۔

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ کو حضرت میر سید علی ہمدانیؒ سے ملاقات حضرت

عبدالرزاق کاشانی کی محفل میں ہوئی تھی۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ کے ساتھ حضرت میر سید علی ہمدانیؒ نے مکہ معظّمہ کا سفر کیا تھا۔

حضرت امام عبداللہ یافعی

مخدوم اشرف جہانگیرؒ نے مکہ معظّمہ میں حضرت امام عبداللہ یافعی کی صحبت میں رہکر علم وحکمت کے موتی جمع کئے تھے۔

حضرت نصیرالدین چراغ دہلیؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ حضرت نصیرالدین چراغ دہلیؒ کی خدمت میں پیران چشت کے طریقہ تعلیم وتربیت سے فیضیاب ہوئے تھے۔

حضرت علاء الحق پنڈویؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ نے حضرت علاء الحق پنڈویؒ سے بیعت وخلافت حاصل کیا نیز ان سے جونپور کی ولایت کا پروانہ لیا تھا۔

حضرت قطب عالم نور الحق پنڈویؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ نے انکی صحبت سے استفادہ کیا تھا۔ حضرت قطب عالم نور الحق حضرت علاء الحق کے فرزند تھے جو قطب بنگالہ کہلاتے ہیں۔

حضرت شیخ صدرالدین حاجی چراغ ہندؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ سے ظفرآباد میں اس دیار کے ممتاز بزرگ حضرت شیخ صدرالدین حاجی چراغ ہندؒ ملنے آئے اور ایک بزرگ دوسرے سے فیض یاب

ہوئے تھے۔

حضرت شیخ عبداللہؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ کو سفر میں حضرت شیخ عبداللہ نے حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ کی ایک رباعی سنائی تھی جسکا اثر حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ کی زندگی پر بے حد ہوا تھا۔

حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ

حضرت مخدوم اشرف جہانگیرؒ حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ کی وفات کے وقت بہار شریف میں موجود تھے۔ آپ نے حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ کے جنازہ کی نماز پڑھائی نیز انکے مکتوبات سے استفادہ کیا تھا۔

مخدوم زادہ مولانا رومؒ

مخدوم اشرف جہانگیر دمشق کی جامع مسجد میں قاضی زادہ رومی اور مخدوم زادہ مولانا رومؒ سے ملاقات کی تھی اور صحبت کا اثر ایک دوسرے کو ملا تھا۔

حافظ شیرازی

مخدوم سید اشرف جہانگیر نے شیراز میں فارسی زبان کے مشہور و معروف شاعر حافظ شیرازی سے ملاقات کی تھی۔ آپ انکے معرفت آمیز شعر و ادب کے قدرداں تھے۔

حضرت شیخ حسین عبدالغفورؒ

مخدوم اشرف جہانگیرؒ کے شیخ حسین عبدالغفور خلیر ے بہنوئی تھے۔ وہ غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے خانوادہ میں سے تھے۔ آپ ہی کے صاحب زادہ

حضرت سید عبدالرزاق کی قبر مبارک حضرت سید اشرف جہانگیر کے پہلو میں ہے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ اپنے خلیرے بھانجہ سے بے حد محبت رکھتے تھے۔

حضرت شیخ ابوالغیث یمنیؒ

مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ کو ۷۰۵ھ میں یمن کی ایک مسجد میں شب برات کی صبح میں شیخ ابوالغیث یمنی سے ملاقات ہوئی تھی۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر نے انکی صحبت سے استفادہ کیا تھا حضرت نظام یمنیؒ سے بھی آپ کو وہیں ملاقات ہوئی جو آپ کے ساتھ ہندوستان آئے اور کچھوچھہ میں ساتھ رہتے تھے حضرت نظام یمنیؒ آپکی بیعت وخلافت سے سرفراز ہوکر کچھوچھہ میں وصال فرمایا اور مدفون ہوئے انہوں نے پیر و مرشد مخدوم اشرف جہانگیرؒ کے ارشادات اور ملفوظات کو جمع کر کے ''لطائف اشرف'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی تھی جو آپ کی یادگار ہے۔

ملک محمود

آپ ملک زادہ اور رئیس جونپور تھے آپ نے ایک قطعہ زمین حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیرؒ کو خانقاہ بنانے کیلئے تحفتاً دیا تھا واضح ہو کہ اسی زمین کے ٹکڑا پر آج حضرت سید اشرف جہانگیر کا عالی شان مقبرہ تعمیر ہے۔

ابوالمظفر محمد لکھنوی

ابوالمظفر محمد لکھنوی، لکھنؤ میں فارسی زبان کے شاعر تھے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر قدس سرہ، جب لکھنؤ گئے تو انکو بیعت کرنے کے بعد خلافت کے منصب پر فائز کیا تھا۔

MUKHTASAR HALAT
MAKHDOOM ASHRAF JAHANGIR
BY ISLAM AHMAD SHAHI BHAGALPURI

مصنف کی مطبوعہ کتابیں

مختصر تاریخ خاندان شہبازیہ	شان مخدوم اشرف	نغمات روحانی
ترانۂ رمضان	قطب الاقطاب شہباز محمدؒ (شخصیت اور دعوت)	احوال زندگانی حضرت سید یٰسین سامانیؒ
شان شہبازی	گلدستۂ کلام خاندان شہبازی معروف بہ نعت رسول حجازیؐ	میخانۂ شہبازؒ

مصنف کی منظر عام پر آنے والی دوسری کتابیں

تذکرہ اسلاف شہبازی	ریاست بہار کے روحانی گلاب	تاریخ اولیائے بھاگلپور
شہبازی خلفاء کی مختصر تاریخ	خواجہ خدا بخش شاہ چندن اولیاء ثم لکھن پوری (مونگیری)	سلطان السالکین حضرت اُویس قرن سلطان گنجویؒ

ملنے کا پتہ

نیو کتاب منزل تاتار پور، بھاگلپور (بہار)
کمالیہ بک ڈپو، تاتار پور، بھاگلپور (بہار)